باغِ اردو

دسویں جماعت

سرکاری فیصلہ نمبر : ابھیاس-۲۱۱۶/(پر۔نمبر۱۶/۴۳)ایس ڈی-۴ مؤرّخہ ۲۵/اپریل ۲۰۱۶ء کے مطابق قائم کردہ رابطہ کار کمیٹی کی ۲۹/دسمبر ۲۰۱۷ء کو منعقدہ نشست میں اس کتاب کو درسی کتاب کے طور پر منظوری دی گئی۔

کمپوزٹ کورس کے نئے نصاب کے مطابق

باغِ اُردو

دسویں جماعت

(Composite Course)

2018

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پُستک نِرمِتی وَابھیاس کرم سنشو دھن مَنڈل، پُونہ-۴

8ABGNC

اپنے اسمارٹ فون میں انسٹال کردہ Diksha App کے توسط سے درسی کتاب کے پہلے صفحے پر درج Q.R. code اسکین کرنے سے ڈیجیٹل درسی کتاب اور ہر سبق میں درج Q.R. code کے ذریعے متعلقہ سبق کی درس و تدریس کے لیے مفید سمعی و بصری وسائل دستیاب ہوں گے۔

پہلا ایڈیشن : 2018

© مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ-۴۱۱۰۰۴
نئے نصاب کے مطابق مجلسِ مطالعات و ادارت اور مجلسِ مشاورت نے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے۔ اس کتاب کے جملہ حقوق مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ کے حق میں محفوظ ہیں۔ کتاب کا کوئی بھی حصہ ڈائرکٹر، مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل کی تحریری اجازت کے بغیر شائع نہ کیا جائے۔

مجلسِ مطالعات وادارت

- ڈاکٹر سیّد یحییٰ نشیط (صدر)
- سلیم شہزاد (رکن)
- سلام بن رزّاق (رکن)
- احمد اقبال (رکن)
- ڈاکٹر قمر شریف (رکن)
- مشتاق بونجکر (رکن)
- ڈاکٹر محمد اسد اللہ (رکن)
- بیگم ریحانہ احمد (رکن)
- خان نوید الحق انعام الحق (رکن سکریٹری)

مجلسِ مشاورت

- ڈاکٹر سیّد صفدر
- خان انعام الرحمٰن شبّیر احمد
- خان حسنین عاقب محمد شہباز خان
- ڈاکٹر ناصر الدین انصار
- اعظمی محمد یٰسین محمد عمر
- فاروق سیّد
- ڈاکٹر محمد حُسین مشاہد رضوی
- وجاہت عبد الستار
- مومن شمیم اقبال
- شیخ محمد شرف الدین محمد یوسف
- سجاد حیدر

Co-ordinator
Khan Navedul Haque Inamul Haque
Special Officer for Urdu, Balbharati

D.T.P. & Layout
Asif Nisar Sayyed
Yusra Graphics, Shop No. 5, Anamay,
305, Somwar Peth, Pune 11.

Cover
Asif Nisar Sayyed

Production
Sachchitanand Aphale
Chief Production Officer

Rajendra Chindarkar
Production Officer

Rajendra Pandloskar
Assistant Production Officer

Paper: 70 GSM Creamwove

Print Order
N/PB/2018-19/(0.06)
Printer
M/s.Sohil Enterprises,Thane

Publisher
Shri Vivek Uttam Gosavi
Controller,
M.S. Bureau of Textbook Production,
Prabhadevi, Mumbai - 400 025.

بھارت کا آئین

تمہید

ہم بھارت کے عوام متانت وسنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بھارت کو
ایک **مقتدر سماج وادی غیر مذہبی عوامی جمہوریہ** بنائیں
اور اس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں:
انصاف، سماجی، معاشی اور سیاسی؛
آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت؛
مساوات بہ اعتبارِ حیثیت اور موقع،
اور ان سب میں
اُخوّت کو ترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد اور
سالمیت کا تیقّن ہو؛
اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھبیس نومبر ۱۹۴۹ء کو یہ آئین
ذریعۂ ہٰذا اختیار کرتے ہیں،
وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

راشٹر گیت

جَنَ گَنَ مَنَ - اَدِھ نایک جَیَہ ہے
بھارَتَ - بھاگیہ وِدَھاتا۔

پنجاب، سِندھ، گجرات، مَراٹھا،
دراوِڑ، اُتکَل، بنگ،

وِندھیہ، ہِماچَل، یَمُنا، گنگا،
اُچّھل جَل دِھ ترَنگ،

تَوشُبھ نامے جاگے، تَوشُبھ آشِس ماگے،
گاہے تَوجَیَہ گاتھا،

جَنَ گَنَ منگل دایَک جَیَہ ہے،
بھارَتَ - بھاگیہ وِدھاتا۔

جَیَہ ہے، جَیَہ ہے، جَیَہ ہے،
جَیَہ جَیَہ جَیَہ، جَیَہ ہے۔

عہد

بھارت میرا ملک ہے۔ سب بھارتی میرے بھائی اور بہنیں ہیں۔

مجھے اپنے وطن سے پیار ہے اور مَیں اس کے عظیم و گوناگوں وِرثے پر فخر محسوس کرتا ہوں۔ مَیں ہمیشہ اِس ورثے کے قابل بننے کی کوشش کروں گا۔

میں اپنے والدین، استادوں اور بزرگوں کی عزّت کروں گا اور ہر ایک سے خوش اخلاقی کا برتاؤ کروں گا۔

میں اپنے ملک اور اپنے لوگوں کے لیے خود کو وقف کرنے کی قسم کھاتا ہوں۔ اُن کی بہتری اور خوش حالی ہی میں میری خوشی ہے۔

پیش لفظ

عزیز طلبہ!

دسویں جماعت میں آپ کا استقبال ہے۔ اس جماعت میں آپ کی آموزش کے لیے ’باغِ اُردو‘ (Composite Course) آپ کو پیش کرتے ہوئے ہمیں بڑی مسرّت ہورہی ہے۔ پچھلی جماعت میں آپ باغِ اُردو پڑھ چکے ہیں۔ اس میں کئی مضامین اور نظمیں آپ نے پڑھی ہیں اور کئی مشہور و معروف مصنفوں کی تحریروں اور شاعروں کے کلام کا مطالعہ بھی آپ نے کیا ہے۔ گزشتہ کتابوں میں شائع کئی کہانیوں سے آپ لطف اندوز ہوئے اور آپ نے کئی سرگرمیاں مکمل کی ہیں۔ آپ اپنے اردگرد موجود تحریریں یعنی اخبارات و رسائل بھی پڑھتے ہوں گے۔ اب آپ دسویں جماعت میں آ چکے ہیں جہاں آپ مزید معیاری مواد کی تعلیم حاصل کریں گے اور زبان کو سمجھنے کی آپ کی صلاحیت مزید فروغ پائے گی۔

اُردو صرف ایک مضمون کا نام نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ایک تہذیب جڑی ہوئی ہے۔ آپ اپنی روزمرہ زندگی میں ہمیشہ مادری زبان اُردو کا استعمال کرتے ہیں۔ لہٰذا معیاری اُردو زبان کے استعمال پر زیادہ زور دیا جانا چاہیے۔ ہمارا مقصد آپ میں یہ خود اعتمادی پیدا کرنا ہے کہ آپ اُردو زبان کو بہتر طور پر استعمال کرسکیں۔ اس کتاب میں شامل سرگرمیاں اس انداز سے ترتیب دی گئی ہیں جس سے آپ زبان کو بہتر طور پر استعمال کرسکیں، اس کے ذریعے آپ میں نئے علوم وفنون حاصل کرنے کی لگن پیدا ہو اور آپ کی تفہیم، تخلیق، تخیل اور غور وفکر کی صلاحیت میں اضافہ ہو۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ہم چاہتے ہیں کہ درسی کتاب میں موجود مشقی سرگرمیوں میں آپ زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ اس کتاب کی آموزش کے دوران آپ کو جو بھی مشکل یا پریشانی محسوس ہو بلاخوف اپنے استاد کے سامنے اس کا اظہار کریں۔ اس کتاب میں ایسی کئی سرگرمیاں شامل ہیں جن سے آپ بذاتِ خود علم حاصل کرنے کے قابل بن سکیں گے۔ ان سرگرمیوں میں آپ جتنا حصہ لیں گے اتنا ہی زیادہ آپ کے علم میں اضافہ ہوگا۔

کتاب کے مواد کے بارے میں آپ کے تاثرات جان کر ہمیں بہت خوشی ہوگی۔ سال بھر آپ کی آموزش مسرت بخش رہے، یہی ہماری اُمید ہے۔

آپ کی عمدہ تعلیم اور بہتر مستقبل کے لیے نیک خواہشات!

(ڈاکٹر سنیل مگر)
ڈائرکٹر
مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و
ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ-۴

پونہ۔
تاریخ : ۱۸/ مارچ ۲۰۱۸ء، گُڈی پاڑوا
بھارتیہ سَور : ۲۷/ پھالگُن ۱۹۳۹

ہدایات برائے اساتذہ

دسویں جماعت کی 'باغِ اُردو' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کتاب پچھلی درسی کتابوں سے قدرے مختلف ہے کیونکہ بچوں کے لیے مفت اور لازمی حق تعلیم کے قانون ۲۰۰۹ء کے مطابق از سرِ نو مرتب شدہ تعلیمی نصاب ۲۰۱۲ء کی روشنی میں، تشکیلِ علم کے نظریے اور سرگرمیوں کو اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔

آپ سے توقع ہے کہ آپ تعلیمی سال کے آغاز پر ابتدائی جانچ کے ذریعے بچوں کی ذہنی سطح کا تعین کرلیں۔ اس مقصد کے لیے تمام بچوں کی اس طرح تربیت کریں کہ ان میں زبان کی مطلوبہ استعداد پیدا ہوجائے۔

ہمارا ماننا ہے کہ تدریس کے دوران درج ذیل اُمور کا لحاظ رکھا جائے تو سیکھنے اور سکھانے کا عمل مزید فائدہ بخش ہوگا۔

- اس کتاب میں نثر اور نظم کے اسباق کی زبان کو نسبتاً آسان رکھا گیا ہے۔ اسباق میں جدت اور دلچسپی کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ سماجی، تہذیبی، علمی اور اخلاقی اقدار پر مبنی مضامین اور کہانیوں کے ساتھ اس درسی کتاب میں سائنس اور زبان پر مضامین نیز ڈراما اور خط بھی شامل کیے گئے ہیں تاکہ طلبہ زبان وادب کی عصری صورتِ حال اور سائنس وٹیکنالوجی کی ترقیات سے آگاہ ہوسکیں۔ آپ ان مشمولات کو پڑھاتے وقت اپنے طلبہ کی دلچسپی اور ان کے ذوق وشوق کا خیال رکھتے ہوئے اضافی معلومات یا مثالیں دے سکتے ہیں۔ بعض اسباق میں درسی نکات کی وضاحت اضافی معلومات کے خاکے یا چوکون بنا کر دی گئی ہے۔
- کتاب میں شامل اسباق کا انتخاب اس طرز پر کیا گیا ہے کہ آپ ہر سبق کے مواد پر طلبہ سے مختلف سرگرمیاں کروا سکتے ہیں۔ آپ کی توجہ پڑھانے سے زیادہ تسہیل کاری پر رہے تاکہ بچے از خود زبان سیکھ سکیں۔ بہت سی سرگرمیاں انٹرنیٹ سے جوڑ دی گئی ہیں تاکہ طلبہ کو آموزش کے دوران مواصلاتی ٹکنالوجی کے وسائل کے صحت منداستعمال کی عادت ہوسکے۔
- اس کتاب میں شامل اسباق میں جو مشقی سرگرمیاں دی ہوئی ہیں، آپ ان میں جدت اور تنوع پائیں گے۔ ان میں براہِ راست سوال پوچھنے کا طریقہ ختم کر کے توضیحی طرز کی سرگرمیاں شامل کی گئی ہیں۔ ان سرگرمیوں میں 'سوال بغیر سوالیہ نشان' (Question without question mark) کے نظریے کو اپنایا گیا ہے۔ مشقی سرگرمیوں کو مزید دلچسپ اور جاذب بنانے کے لیے رواں خاکے، ویب خاکے اور معمے وغیرہ بھی شامل کیے گئے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ مشقی سرگرمیاں طلبہ کی تشکیلِ علم کی صلاحیت میں قابلِ لحاظ اضافہ کرنے میں معاون ثابت ہوں گی۔ آپ اپنی فراست سے دیگر سرگرمیوں کا بھی استعمال کرسکتے ہیں۔
- بچے جن الفاظ کے معنی نہیں جانتے، توقع ہے کہ وہ اپنے اساتذہ، تسہیل کار یا لغت کی مدد سے معلوم کریں۔ آپ انھیں اپنے طور پر اس کام کی ترغیب دے سکتے ہیں۔ سبق کے آخر میں معنی واشارات کے تحت مشکل الفاظ کے معنی اُردو کے ساتھ ساتھ انگریزی میں بھی دیے گئے ہیں تاکہ طلبہ بہ آسانی لفظ کے مفہوم تک پہنچ سکیں۔ آج کل موبائل پر اُردو کی مختلف لغات آسانی سے دستیاب ہیں اور ان کا استعمال بھی نہایت آسان ہے۔ آپ طلبہ کو اس جانب بھی راغب کرسکتے ہیں۔
- اسباق پر مشتمل اور نصاب میں شامل زبان کے قواعد کو 'عملی قواعد' یعنی زبان کے روزمرہ استعمال کے پیشِ نظر آسان تر مثالوں اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ قواعدی تفہیم کے لیے اسباق سے مثالیں دی ہوئی ہیں۔ دوسری مماثل مثالیں ڈھونڈنے یا تیار کرنے کی ہدایات بھی یہاں شامل ہیں۔ آپ ان ہدایات کی روشنی میں قواعد پڑھائیں اور ایسے مواقع فراہم کریں کہ طلبہ ازخود اپنے عملی قواعد کی تشکیل کرسکیں۔

اُمید ہے یہ درسی کتاب آپ کی توقعات پر پوری اُترے گی۔

متوقع صلاحیتیں - دسویں جماعت (اُردو - زبانِ دوم)

نمبر شمار	تدریسی اکائیاں	متوقع صلاحیتیں
۱	سننا	• کہانی، نظم، تقریر وغیرہ کلاس میں، جلسہ گاہ میں، ریڈیو ٹی وی نیز انٹرنیٹ اور یو-ٹیوب پر سنتا ہے۔ سنے ہوئے مواد کو سمجھنا۔ • دی ہوئی ہدایات کو سن کر ان پر عمل کرنا۔ • خبروں، گیتوں کے علاوہ دوسرے سمعی مواد کو سننے میں دلچسپی لینا۔ • خبر، کہانی، تقریر کے فرق کو سمجھنا۔ سنے ہوئے مواد میں الفاظ کے صحیح تلفّظ اور معنی کا خیال رکھنا۔ • محاوروں کے معنی سمجھنا۔ سادہ اور پیچیدہ جملوں کی شناخت کرنا۔
۲	بولنا	• جماعت کے ساتھیوں سے گفتگو کرنا۔ دیے ہوئے عنوان پر تقریر کرنا۔ • ڈرامے کے مکالموں کی ادائیگی کرنا۔ • سیر و تفریح کا حال بیان کرنا۔ صحیح تلفّظ کے ساتھ زبان کا استعمال کرنا۔ • دوستوں سے بات چیت کرنا اور انھیں آسان زبان میں ہدایت دینا۔ • مختلف مباحثوں میں حصہ لینا، کہانی کہنا، واقعات سنانا۔ • غم اور خوشی کے جذبات کے اظہار میں زبان اور لب و لہجے کا خیال رکھنا۔
۳	پڑھنا	• کہانی، نظم، خبریں اور مکالموں کو بلند آواز اور خاموشی کے ساتھ پڑھنا۔ • تحریر کو صحیح طور پر معنی کا خیال رکھتے ہوئے پڑھنا۔ • فقروں اور جملوں کے معنوی ربط کو پڑھنے کے دوران سمجھنا۔ • اطراف میں لگے سائن بورڈ کو معنی کی تفہیم کے ساتھ پڑھنا۔ • ذخیرۂ الفاظ اور پڑھنے کی رفتار میں اضافہ کرنا۔ • انٹرنیٹ پر دستیاب مواد مثلاً اخبارات، ای-بکس وغیرہ پڑھنا۔
۴	لکھنا	• دی ہوئی مشقی سرگرمیوں کے جوابات از خود لکھنا۔ • سنے ہوئے جملوں کو صحیح ترتیب سے لکھنا۔ • مختلف قسم کے خطوط جیسے مبارکبادی، تہنیتی، تقریب کے دعوت نامے وغیرہ لکھنا۔ معمے حل کرنا۔ • ذاتی خیالات کو تحریری صورت میں پیش کرنا۔ • مختلف عنوانات پر پندرہ تا بیس سطروں میں مضامین لکھنا۔ نظموں کے خلاصے تحریر کرنا۔ انٹرنیٹ پر اُردو بلاگ لکھنا۔
۵	مطالعے کی صلاحیت	• درسی اور غیر درسی تحریروں، اقوال، نعروں کا سمجھ کر مطالعہ کرنا۔ • مضامین کے سیاق و سباق کو سمجھنا۔ • درسی اور حوالہ جاتی کتابوں کا مطالعہ کرنا۔ لغت کی مدد سے نئے الفاظ تلاش کرنا اور انھیں جملوں میں استعمال کرنا۔ • انٹرنیٹ پر دستیاب اُردو انسائیکلوپیڈیا اور دیگر حوالہ جاتی کتابوں کا مطالعہ کرنا۔
۶	قواعد	• فعل - فاعل - مفعول، ضمیر - ضمیر کی قسموں، مبتدا - خبر، صفت - صفت کی قسموں کو سمجھنا۔ • صنعتِ تلمیح، صنعتِ مبالغہ کو سمجھنا۔

فہرست

حصۂ نثر

نمبر شمار		صنف/موضوع	مصنف/شاعر	صفحہ نمبر
۱۔	حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز	سوانح/سیرت/ مذہبی شخصیت	شرف الدین ساحلؔ	۱
۲۔	علم کا شوق	ادبی مضمون	عبدالسلام قدوائی	۴
۳۔	سالار جنگ میوزیم	معلوماتی مضمون	اِدارہ	۷
۴۔	گرم شال	کہانی/سماجی اخلاقی شعور	صالحہ عابد حسین	۱۱
۵۔	دودھ کی اہمیت	ڈراما/معلوماتی	حبیب تنویر	۱۷
۶۔	ایک خط	مکتوب نگاری/انشا	پنڈت جواہر لال نہرو	۲۳
		حصۂ نظم		
۱۔	حمد	اللہ کی تعریف	عرفانؔ جعفری	۲۶
۲۔	جشنِ آزادی	حبِ وطن	جاں نثار اخترؔ	۲۸
۳۔	محنت	محنت کی عظمت	متین طارقؔ باغپتی	۳۱
۴۔	لندن کی ہوا	مشرقی روایت پسندی	اکبرؔ الہ آبادی	۳۳
۵۔	ابرِ کرم	ماحولیات	محمد حسین آزادؔ	۳۵
۶۔	غزلیات		جلیلؔ مانک پوری،ظفرؔ کلیم	۳۷ تا ۴۰
۷۔	رباعیات		جگت موہن لال رواںؔ،سلامؔ سندیلوی	۴۱
		اضافی مطالعہ		
*	پونے کی سیر		یوسف ناظم	۴۳

۱

حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز

شرف الدین ساحلؔ

8AKCPZ

پہلی بات: حضرت عمرؓ بن خطاب مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ تھے۔ چوتھے خلیفہ حضرت علیؓ کے بعد خلافتِ راشدہ کا دَور ختم ہوا اور خاندانی خلافت شروع ہوئی۔ ان میں بنواُمیہ کے اُموی اور بنوعباس کے عباسی خلیفہ مشہور ہیں۔ عباسیوں میں ایک خلیفہ ایسے بھی گزرے ہیں جنھوں نے حضرت عمرؓ بن خطّاب کی خلافت کی یاد تازہ کردی۔ اتفاق کی بات کہ ان کا نام بھی عمر ہی تھا۔ دنیا انھیں عمرؒ بن عبدالعزیز کے نام سے جانتی ہے۔ یہ سبق انھی کی سیرت پر روشنی ڈالتا ہے۔

جان پہچان: ڈاکٹر محمد شرف الدین ساحلؔ ۲؍اگست ۱۹۴۹ء کو ناگپور میں پیدا ہوئے۔ اُردو، فارسی اور عربی میں ایم۔اے کرنے کے بعد انھوں نے دو مرتبہ پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ مختلف تعلیمی اداروں میں تدریس کے فرائض انجام دیے۔ انھوں نے تحقیق، تنقید، شاعری جیسی اصناف اور زبان و ادب کی تاریخ میں بہت کام کیا ہے۔ ان موضوعات پر ان کی متعدد تصانیف شائع ہوچکی ہیں جنھیں کئی اعزازات سے بھی نوازا گیا ہے۔ 'تازگی' بچوں کے لیے لکھی گئی اُن کی نظموں کا مجموعہ ہے۔

حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز مسلمانوں کے مشہور خلیفہ تھے۔ خلیفہ بننے سے پہلے وہ بڑی شان و شوکت کی زندگی گزارتے تھے لیکن خلیفہ بنتے ہی ان کی زندگی بالکل بدل گئی۔ انھوں نے شاہانہ ٹھاٹ باٹ ترک کردیا۔ اپنے سارے قیمتی لباس، سامان اور بیوی کے زیورات بیت المال میں داخل کردیے اور انتہائی سادہ اور پاکیزہ زندگی گزارنے لگے۔

خلیفہ بننے کے بعد وہ بالکل سادہ لباس پہنتے، معمولی کھانا کھاتے اور کچے سے مکان میں رہتے تھے۔ ان کی بیوی بچوں کی زندگی بھی سادگی سے گزرنے لگی۔ وہ چاہتے تو اپنے بیوی بچوں کو لذیذ کھانا کھلا سکتے تھے، عمدہ کپڑے پہنا سکتے تھے لیکن انھیں بیت المال سے رقم لینا گوارا نہ تھا۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ عید قریب تھی۔ سب لوگ اپنے بچوں کے لیے نئے کپڑے بنوا رہے تھے۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کے بچوں نے بھی اپنی ماں سے نئے کپڑوں کی فرمائش کی۔ ماں بے چین ہوگئیں۔ وہ شوہر کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سارا حال بیان کیا۔ بیوی کی بات سن کر انھوں نے فرمایا، ''فاطمہ! میرے پاس اتنی رقم کہاں ہے کہ بچوں کے لیے نئے کپڑے بنوا سکوں؟''

حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز انتہائی ایمانداری سے بیت المال کی حفاظت کرتے تھے۔ نہانے یا وضو کرنے کے لیے سرکاری باورچی خانے میں گرم کیا ہوا پانی بھی استعمال نہیں کرتے تھے۔ انھیں بیت المال میں رکھی ہوئی مشک کو سونگھنا تک گوارا نہ تھا۔

ایک رات وہ کسی سرکاری کام میں مصروف تھے۔ اس کام کے لیے سرکاری چراغ جل رہا تھا۔ اتنے میں ایک ملاقاتی صرف ان کی خیریت دریافت کرنے کے لیے آ گیا۔ انھوں نے سرکاری چراغ بجھا دیا اور اپنا ذاتی چراغ منگوا کر جلایا۔

حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز اپنے اردگرد خوشامدیوں کو دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ اکثر عالموں کو بلواتے اور ان سے نصیحت کی درخواست کرتے۔ وہ چاہتے تھے کہ علما انصاف کرنے میں ان کی رہنمائی کریں، نیکی کے کاموں میں مدد کریں، حاجت مندوں کی حاجتیں ان تک پہنچائیں اور ان کے سامنے کسی کی غیبت نہ کریں۔ وہ ملازموں کے بھی آرام کا خیال رکھتے اور کسی کام کو کمتر نہیں سمجھتے تھے۔ ایک بار رات کو کسی مہمان سے گفتگو فرما رہے تھے کہ دفعتہً چراغ ٹمٹمانے لگا۔ قریب ہی ایک ملازم سویا ہوا تھا۔ مہمان نے کہا کہ اس کو جگا دوں؟

بولے، ''سونے دو۔''

مہمان نے کہا، ''میں خود اُٹھ کر چراغ ٹھیک کردوں۔''

فرمایا، ''مہمان سے کام لینا مناسب نہیں ہے۔''

وہ خود ہی اُٹھے، برتن سے زیتون کا تیل لیا اور چراغ کو ٹھیک کر کے پلٹے تو کہا، ''جب میں اُٹھا تھا تو عمر بن عبدالعزیز تھا اور جب پلٹا تب بھی عمر بن عبدالعزیز ہوں۔''

ان کے زمانے میں بڑی خوش حالی تھی۔ لوگ ان کے پاس کثرت سے مال لاتے اور کہتے کہ غریبوں میں بانٹ دیجیے لیکن وہ یہ کہہ کر مال واپس کر دیتے تھے کہ حاجت مند نہیں ملتے پھر یہ مال کسے دیا جائے؟

انھوں نے لوگوں کی سہولت کے لیے سرائیں بنوائیں، شراب پر پابندی لگائی، بے جا رسموں کو ختم کیا، غلاموں اور باندیوں کو آزاد کروایا اور شاہی خاندان کے لوگوں اور حکومت کے افسروں کے ظلم وستم سے عوام کو نجات دلائی۔ ان کی خلافت کا زمانہ صرف دو سال پانچ مہینے رہا۔ حیرت اس بات پر ہے کہ اتنے کم عرصے میں یہ ساری اصلاحات عمل میں آ گئیں۔ تاریخ میں ایسے عادل، نیک اور پرہیزگار حاکم کی مثال مشکل سے ملتی ہے۔

معانی واشارات

خلافتِ راشدہ – پہلے چار خلیفہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا دورِ حکومت
The period of caliphates Hazrat Abubakr, Hazrat Umar, Hazrat Usman and Hazrat Ali.

شان وشوکت – ٹھاٹ باٹ — Glory

ترک کرنا – چھوڑ دینا — Leave

بیت المال – اسلامی حکومت کا خزانہ — Treasury department of Islamic govt.

فرمائش – مانگنا، خواہش کرنا — Ask, request

مشک – ایک خاص ہرن کی ناف سے حاصل ہونے والی خوشبودار چیز — Musk

حاجت – ضرورت — Need, requirement

دفعتہً – یکایک، اچانک — Suddenly

خوش حالی – اچھی حالت — Prosperity

سرائیں – سرا کی جمع۔ مسافروں کے ٹھہرنے کی جگہ — Lodge

بے جا	– غلط، غیرضروری	Inappropriate
نجات	– چھٹکارا	Salvation, rescue
اِصلاحات	– اِصلاح کی جمع۔ غلطی دور کرنا، درست کرنا	Reforms
عادِل	– انصاف کرنے والا	Justice

مشقی سرگرمیاں

✧ سبق کی روشنی میں حضرت عمرؒ بن عبد العزیز سے متعلق ویب خاکے مکمل کیجیے۔

ا۔ خلیفہ بننے کے بعد حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز

- لباس
- کھانا
- مکان
- ٹھاٹ باٹ

۲۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز

- بیوی
- والد
- خلافت کی مدت

✧ عید کے موقع پر خلیفہ کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ لکھیے۔

✧ وہ واقعہ لکھیے جس سے پتا چلتا ہے کہ خلیفہ کو ملازموں کے آرام کا خیال تھا۔

✧ ملاقاتی کی آمد پر سرکاری چراغ بجھا دینے اور ذاتی چراغ جلانے کی وجہ لکھیے۔

✧ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کی علما سے اُمیدیں تحریر کیجیے۔

✧ مناسب لفظ چن کر جملے مکمل کیجیے۔

ا۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز خلیفہ بننے سے پہلے .... کی زندگی گزارتے تھے۔
(سادگی ، شان وشوکت)

۲۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کو...........رقم لینا گوارا نہ تھا۔
(خلیفہ سے ، بیت المال سے)

۳۔ حضرت عمرؒ بن عبد العزیز .... کو پسند نہیں کرتے تھے۔ (خوشامدیوں ، مشک)

۴۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کے زمانے میں .... تھی۔
(بہت غربت ، بڑی خوشحالی)

✧ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کی اصلاحات (عوامی سہولیات) درج ذیل نکات کے تحت لکھیے۔

حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کی اصلاحات

- بنوائی
- پابندی
- آزاد
- نجات

✧ درج ذیل جملوں سے فعل، فاعل اور مفعول تلاش کر کے مناسب خانوں میں لکھیے۔

ا۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز سادہ لباس پہنتے تھے۔

۲۔ اُنھوں نے سرکاری چراغ بجھا دیا۔

۳۔ ملازم سویا ہوا تھا۔

۴۔ لوگ اُن کے پاس کثرت سے مال لاتے تھے۔

۵۔ بے جا رسموں کو ختم کیا۔

فاعل	فعل	مفعول

۲۔

علم کا شوق

عبدالسلام قدوائی

8AU8RH

پہلی بات: آج ہمارے سامنے علم کے خزانے کھلے ہوئے ہیں۔ کتابوں سے لے کر انٹرنیٹ تک سارے ذرائع علم بانٹتے ہیں۔ پہلے زمانے میں لوگ علم حاصل کرنے کے لیے دور دراز علاقوں اور ملکوں کا سفر کیا کرتے تھے۔ اس سبق میں عربی، فارسی اور سنسکرت کے ایسے ہی ایک مشہور عالم ابوریحان البیرونی کے حالات بیان کیے گئے ہیں جو علم کے شوق میں بھارت آئے تھے اور یہاں کافی عرصہ گزارا۔

جان پہچان: عبدالسلام قدوائی ۱۹۰۷ء میں رائے بریلی کے قصبہ بچھراواں میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے ندوۃ العلما، لکھنؤ میں تعلیم حاصل کی۔ وہیں عربی زبان وادب کی تدریس کے فرائض انجام دیے۔ پندرہ روزہ اخبار 'تعمیر' کی اشاعت میں تعاون کیا۔ ان کی مشہور تصانیف میں 'ہماری بادشاہی، عربی زبان کے دس سبق، ہندوستان کی کہانی' قابل ذکر ہیں۔ ۱۹۷۹ء میں ان کا انتقال ہوا۔

گیارھویں صدی عیسوی میں افغانستان سے ایک بہت بڑے عالم ہندوستان آئے۔ ان کا نام تھا ابوریحان البیرونی۔ البیرونی نے یہاں رہ کر سنسکرت زبان سیکھی اور ہندوستانی تہذیب اور رہن سہن کا بغور مطالعہ کیا۔ اپنے مطالعے اور معلومات کی روشنی میں انھوں نے عربی زبان میں ایک کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام 'کتاب الہند' ہے۔ وہ زندگی کی آخری سانس تک علم حاصل کرنے میں لگے رہے۔

البیرونی کے زمانے کے ایک نامور عالم کا بیان ہے کہ البیرونی جب بیمار پڑے تو وہ عیادت کرنے والوں سے اپنی تکلیفیں بیان کرنے کی بجائے علمی گفتگو کرتے تھے۔ جب ان پر بیماری کا پورا غلبہ ہوا، ان کے صحت یاب ہونے کی کوئی اُمید باقی نہ رہی اور ہر آن ان کی زندگی کا چراغ گل ہونے کا خطرہ پیدا ہوگیا تو ان کے تمام دوست، شاگرد اور عقیدت مند بے چین ہوگئے۔ عیادت کرنے والوں کا تانتا بندھ گیا۔

جب میں نے سنا کہ ان کی حالت نازک ہے تو میں بھی عیادت کے لیے گیا۔ دیکھا تو ہوش اُڑ گئے۔ علم و تحقیق کا یہ پتلا زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھا۔ ہر لمحہ سانس رک جانے کا ڈر تھا لیکن مجھے دیکھ کر وہ اپنی بیماری بھول گئے اور سخت کمزوری کے باوجود انھوں نے ایک مشکل علمی مسئلہ حل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ مجھ سے کہنے لگے، ''اچھا ہوا آپ وقت پر آ گئے۔ میں کچھ دیر سے ایک مشکل مسئلے کے بارے میں غور کر رہا ہوں لیکن ابھی تک سمجھ میں نہیں آیا۔ آپ عالم ہیں۔ مہربانی فرما کر یہ مسئلہ مجھے سمجھا دیجیے۔ آپ کا بڑا احسان ہوگا۔''

البیرونی کی یہ بات سن کر میں اچنبھے میں پڑ گیا۔ اس آخری وقت میں بھی ان کا یہ شوق! میں حیرت سے ان کا منہ تکنے لگا۔ میری اس خاموشی نے انھیں پریشان کر دیا۔ کہنے لگے، ''آخر آپ خاموش کیوں ہیں؟ کیا یہ مسئلہ آپ کے لیے بھی مشکل ہے؟'' میں نے کہا، ''نہیں! مسئلے کا حل میرے لیے مشکل نہیں ہے لیکن میں حیران اس بات پر ہوں کہ آپ کی یہ حالت، بیماری کی یہ شدت اور ایسے نازک اور مشکل وقت میں آپ ایک مسئلے کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ اس وقت اس سے کیا حاصل؟ اب مزید علم حاصل کر کے کیا کیجیے گا؟''

میں سمجھتا تھا کہ میری بات سن کر البیرونی کسی مسئلے کے بارے میں سوچنا چھوڑ دیں گے مگر وہاں تو علم کے شوق کا اور ہی عالم تھا۔ کہنے لگے، ''آپ سمجھتے ہیں کہ میرا آخری وقت آ گیا ہے اور اس موقع پر کسی نئے مسئلے کو سمجھنے کی ضرورت کیا ہے لیکن میرے محترم! اگر مرنے سے پہلے میں ایک اور نیا مسئلہ جان جاؤں تو کیا مجھے خوشی نہیں ہوگی؟ مرنے سے پہلے میں آخر اس خوشی سے کیوں محروم رہوں؟''

البیرونی کا یہ جواب سن کر میں دنگ رہ گیا۔ علم کا شوق ہو تو ایسا ہو۔ میں نے اس مسئلے پر گفتگو شروع کی اور اس کی باریکیاں سمجھانے لگا۔ البیرونی دلچسپی کے ساتھ میری بات سننے لگے اور اسی حال میں اُن کی روح پرواز کر گئی۔

معانی و اشارات

بیماری کا غلبہ ہوا	– بیماری بڑھ گئی	Getting worse	
زندگی کا چراغ گل ہونا	مراد زندگی ختم ہونا	Die	
عیادت	– بیمار کا حال پوچھنا	Visiting a sick	
تانتا بندھنا	– لگا تار آنا	Coming abundantly, rush	
مسئلہ	– ایسی پیچیدہ بات جس کا حل معلوم کرنا مشکل ہو	Problem	
ہوش اُڑ جانا	– گھبرا جانا، پریشان ہو جانا	Baffle	
مزید	– اور زیادہ	Additional, further	
روح پرواز کر جانا	مر جانا، انتقال ہو جانا	To die	

مشقی سرگرمیاں

✧ سبق کی مدد سے البیرونی کا رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

ابو ریحان البیرونی گیارھویں صدی عیسوی میں [ ] سے

[ ] آئے۔

[ ] سیکھی۔

[ ] مطالعہ کیا۔

[ ] لکھی۔

✧ دیے ہوئے الفاظ کی جمع لکھیے۔

علم	عالم	مسئلہ	لمحہ	وقت	کتاب

✧ خاکہ مکمل کیجیے۔

علم → سیکھنے والا → [ ]

علم → سکھانے والا → [ ]

- فقروں اور محاوروں کی مفہوم سے جوڑیاں لگائیے۔

فقرے/محاورے	مفہوم
آخری سانس تک	زندگی ختم ہونا
زندگی کا چراغ گُل ہونا	زندگی کے آخر وقت تک
تانتا بندھنا	حیران رہنا
ہوش اُڑ جانا	لگا تار آنا
دنگ رہ جانا	بہت زیادہ تعجب ہونا
اچنبھے میں پڑ جانا	پریشان ہونا

- درج بالا فقروں اور محاوروں کو اپنے جملے میں استعمال کیجیے۔
- البیرونی کے علم کے شوق کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔
- البیرونی کے زمانے کے نامور عالم کا بیان لکھیے۔
- البیرونی کے آخری وقت عالم سے گفتگو کو اپنے الفاظ میں لکھیے۔
- ذیل کے جملوں کو سبق کی ترتیب کے مطابق لکھیے۔

ا۔ آپ سمجھتے ہیں کہ میرا آخری وقت آ گیا ہے۔
٢۔ علم و تحقیق کا یہ پُتلا زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھا۔
٣۔ ان کے صحت یاب ہونے کی کوئی اُمید باقی نہ رہی۔
٤۔ البیرونی نے یہاں رہ کر سنسکرت زبان سیکھی۔

- جملے کی قسم پہچان کر لکھیے۔

ا۔ گیارھویں صدی عیسوی میں افغانستان سے ایک بہت بڑے عالم ہندوستان آئے۔
٢۔ مجھے دیکھ کر وہ اپنی بیماری بھول گئے اور سخت کمزوری کے باوجود ایک مشکل علمی مسئلہ حل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔
٣۔ مرنے سے پہلے میں آخر اس خوشی سے کیوں محروم رہوں؟
٤۔ اس آخری وقت میں بھی ان کا یہ شوق!

تحریری سرگرمی

- نکات کی مدد سے کہانی لکھیے۔

دو دوست ...... جنگل سے گزر ...... اچانک سامنے سے ریچھ آتا دِکھائی دینا ...... گھبرانا ...... ایک دوست کا پیڑ پر چڑھنا ...... دوسرے کا نہ چڑھ پانا ...... زمین پر لیٹنا ...... ریچھ کا آنا ...... سونگھنا ...... آگے بڑھ جانا ...... دوست کا وجہ پوچھنا ...... جواب دینا ...... نتیجہ

عملی قواعد

درج ذیل جملے غور سے پڑھیے۔

ا۔ والدین بچوں کے لیے کپڑے بنواتے ہیں۔
٢۔ احمد نے ایک خط لکھا۔
٣۔ یاسمین سنترے کھائے گی۔

پہلے جملے میں الفاظ 'بنواتے ہیں'، دوسرے جملے میں 'لکھا' اور تیسرے جملے میں 'کھائے گی' سے کام کا کرنا ظاہر ہوتا ہے۔ اِن الفاظ کو **'فعل'** (Verb) کہتے ہیں۔ اسی طرح الفاظ والدین، احمد، یاسمین کام کرنے والے کو ظاہر کرتے ہیں۔ جو لفظ کام کرنے والے کے لیے آتا ہے، اسے **'فاعل'** (Subject) کہتے ہیں۔ عام طور پر 'کون' اور 'کس نے' کے جواب میں فاعل آتا ہے۔

ان جملوں میں فعل اور فاعل کے علاوہ کچھ اور باتیں بھی کہی گئی ہیں۔ پہلے جملے میں فعل 'بنواتے ہیں' کا اثر کپڑے پر پڑا۔ اگر سوال کریں کہ والدین نے کیا بنوایا؟ تو جواب ہوگا، کپڑے۔ اسی طرح دوسرے جملے میں لکھنے کا اثر خط پر اور تیسرے جملے میں کھانے کا اثر سنترے پر ہوتا ہے۔ الفاظ کپڑے، خط اور سنترے اسم ہیں۔

جس اسم پر فعل کا اثر ظاہر ہو اسے **'مفعول'** (Object) کہتے ہیں۔ یہاں کپڑے، خط اور سنترے مفعول ہیں۔

۳۔ سالار جنگ میوزیم

ادارہ

پہلی بات : پرانی عمارتیں ہمیں اپنے بزرگوں کے کارناموں کی یاد دلاتی ہیں مثلاً تاج محل، لال قلعہ، بی بی کا مقبرہ، قطب مینار، ہمایوں کا مقبرہ وغیرہ۔ کچھ عمارتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں قدیم زمانے کی عجیب وغریب، یادگار اور انوکھی چیزیں عوام کی دلچسپی کے لیے محفوظ رکھی جاتی ہیں۔ ان عمارتوں کو عجائب گھر (میوزیم) کہا جاتا ہے۔ اس سبق میں حیدرآباد کے مشہور سالار جنگ میوزیم کے بارے میں معلومات دی گئی ہے جسے نواب میر یوسف علی خان نے قائم کیا تھا۔ اس میں دنیا بھر کی نادر و نایاب چیزیں جمع کی گئی ہیں جنھیں دیکھ کر انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

اگر کوئی شخص ہندوستان کے مشہور شہر حیدرآباد کی سیر کر چکا ہے تو اُس نے وہاں کی کم از کم دو چیزیں ضرور دیکھی ہوں گی؛ ایک سلطان قلی قطب شاہ کا تعمیر کیا ہوا 'چار مینار' اور دوسرا حیدرآباد کے نواب میر یوسف علی خان کا 'سالار جنگ میوزیم'۔

نواب میر یوسف علی خان سالار جنگ کے باپ دادا آصف جاہی بادشاہوں کے وزیر رہ چکے تھے مگر یوسف علی خان صرف حیدرآباد کے وزیر رہے۔ سالار جنگ کو بچپن ہی سے نادر و نایاب چیزیں جمع کرنے کا شوق تھا۔ جہاں کہیں کوئی انوکھی چیز دیکھ لیتے، فوراً خرید لیتے۔ ان کا یہ شوق عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتا گیا۔ اُنھوں نے اپنی ساٹھ سال کی عمر تک بہت ساری چیزیں خرید کر جمع کیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس سامان کا صرف ایک حصہ سالار جنگ میوزیم کی زینت ہے۔ میوزیم بھی ایسا کہ ساری دنیا میں مشہور ہے۔ دنیا بھر کے لوگ اسے دیکھنے حیدرآباد پہنچتے ہیں اور میوزیم کی آرائش اور اس کے عجائبات دیکھ کر دنگ رہ جاتے ہیں۔

یہ میوزیم پہلے نواب یوسف علی خان سالار جنگ کے محل 'دیوان ڈیوڑھی' میں تھا۔ بعد میں اسے نئی عمارت میں منتقل کر دیا گیا۔

جیسے ہی آپ میوزیم میں داخل ہوں گے، سب سے پہلے آپ کو نواب صاحب کی بچپن سے بڑھاپے تک کی مختلف تصویریں نظر آئیں گی۔ کچھ آگے بڑھیے تو وسیع دالان میں سنگِ مرمر کے خوبصورت مجسّمے آپ کو ملیں گے۔ آپ کو ایسا محسوس ہوگا کہ سچ مچ کے انسان کھڑے ہیں۔

پاس والے کمرے میں طرح طرح کی گڑیاں ہیں؛ چینی، جاپانی، انگلستانی، کچھ شیشے کی ہیں اور کچھ صندل کی۔ جواہرات کی ننھی ننھی گڑیاں ایک خاص شوکیس میں رکھی ہیں۔ اس کے علاوہ ان گڑیوں کے کھانے پینے کے برتن، ان کے گھر، ننھا سا اسکول، چشمہ لگائے ہوئے ایک استاد، گھنٹا بجاتا ہوا ایک چپراسی، ان سے ہٹ کر بے شمار چائے کے سیٹ، شربت کے

گلاس اور رنگ برنگی چڑیاں، یہ سب چیزیں اسی خاص شوکیس میں سجی ہوئی ہیں۔ رنگ برنگی چڑیاں ایسی ہیں کہ ہم آپ نے اتنی اور ایسی چڑیاں تصویروں میں بھی نہ دیکھی ہوں گی۔

ہال میں کچھ آگے بڑھیے تو یہاں طرح طرح کے باجے ملتے ہیں۔ آپ چاہے کوئی ساز بجانا نہ جانتے ہوں مگر آپ کا دل چاہے گا کہ فوراً ان باجوں کو بجانے لگیں۔ پاس والے وسیع کمرے میں ننھی سی ریل گاڑی اسٹیشن پر کھڑی نظر آئے گی۔ بڑا پیارا اسٹیشن ہے۔ آپ خود ہاتھ نہ لگائیں۔ گائیڈ سے کہیے وہ آپ کو یہ ننھی سی ریل گاڑی چلا کر دِکھائے گا۔ چھوٹا سا انجن پٹریاں بدلتا ہوا آگے بڑھے گا۔ سگنل سے گزر کر ایک سرنگ میں گھس جائے گا اور سرنگ سے نکل کر ایک پل سے گزرے گا۔ پھر راستے کے گیٹ کو طے کر کے دوسری جانب بنے ہوئے اسٹیشن پر رُک جائے گا۔

پاس والے کمرے میں دیہات کا جیتا جاگتا نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ ساری چیزیں مورتیوں، مجسّموں اور عمارتوں کی شکل میں دِکھائی گئی ہیں جیسے پہاڑ، ندیاں، ہرے ہرے کھیت، آم کے پیڑ، پیڑوں پر جھولے، پینگیں لیتی ہوئی عورتیں، کنواں، پنہاریاں، کسی کے سر پر دو، کسی کے سر پر چار مٹکیاں، مدرسہ جہاں بچے پڑھ رہے ہیں اور تختیوں پر لکھ رہے ہیں۔ گاؤں کا استاد پگڑی باندھے اور چھڑی لیے ایک لڑکے کو مرغا بنائے کھڑا ہے۔ آگے ایک مندر اور ایک مسجد ہے۔ مؤذّن اذان کے لیے ہاتھ کانوں سے لگائے ہوئے ہے۔ اِدھر جوہڑ میں بھینسیں ہیں۔ ایک بھینس پر چرواہا لڑکا بیٹھا بانسری بجا رہا ہے۔ دوسری طرف شادی ہو رہی ہے، منڈپ سجا ہے۔ نوبت والے جھوم جھوم کر شہنائیاں بجا رہے ہیں۔ پھر ادھر کھپریل کے کچے گھروں کی لمبی قطاریں اور پختہ مکان ہیں، پھر سبزہ زار ہے، میدان ہیں۔ میدان سے ادھر کچھ گلیاں اور آخر میں دریا کے کنارے مرگھٹ اور قبرستان دِکھایا گیا ہے۔

دوسرے کمرے میں آیئے تو سارا کمرہ ہاتھی دانت کے سامان سے بھرا ہے۔ چھوٹی بڑی کٹوریاں، سنگھار کے آئینے، پیالیاں، گلاس، تاج محل اور دوسرے منظر، تصویریں، پرندے، شیر ببر، ہاتھی، گھوڑے، ہرن، طرح طرح کے کھیل کی چیزیں، پہاڑ، درخت، غرض یہاں کی ہر چیز ہاتھی دانت کی بنی ہوئی ہے۔

اس کمرے سے ملا ہوا ایک اور وسیع ہال ہے۔ اس میں ایک جنگ کا میدان دِکھایا گیا ہے۔ اس میدان میں مختلف ملکوں کی فوجیں طرح طرح کی وردیاں پہنے جنگ کے لیے تیار کھڑی ہیں۔ پرانے زمانے کی لڑائی کے ہتھیار بھی ہیں اور میدان میں لڑاکا طیّارے، ٹینک اور بم بھی موجود ہیں۔ سارے میدان میں ننھے ننھے سپاہی صفیں بنائے کھڑے ہیں۔

ایک اور کمرے میں انگلستان اور فرانس کے قدیم اور مشہور کارخانوں کے بنائے ہوئے طرح طرح کے رنگ برنگے کھلونے ہیں۔ ایسے عجیب و غریب کھلونے کہ آپ انھیں دیکھ کر دنگ رہ جائیں۔ اس کے علاوہ سامنے میوزیم میں کانسے، تانبے، لکڑی، سنگِ سیاہ اور سنگِ مرمر کے بے شمار مجسّمے ہیں۔ زہر پہچاننے والے کھانے کے برتن ہیں۔ یشب، عقیق، الماس اور دوسرے جواہرات کی انگوٹھیاں ہیں۔ مشہور بادشاہوں اور شہزادیوں کے خنجر ہیں۔ بابر، ہمایوں اور نور جہاں کے خنجر بھی ہیں۔

یہاں طرح طرح کے گل دان ہیں۔چینی جاپانی نوادرات ہیں۔مشہور مصوّروں کی بنائی ہوئی بڑی بڑی تصویریں ہیں۔مصری سامان ہے۔برما کی قیمتی لکڑیوں سے تراشے ہوئے بت،مورتیاں اور مندر ہیں۔

لکڑی میں تراشا ہوا ایک بہت بڑا مجسمہ ہے جس کو آپ سامنے سے دیکھیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کوئی مالدار عرب تاجر کھڑا ہے اور اسی مجسّمے کو دوسری طرف سے دیکھیں تو ایک حسین عورت اپنا سر خم کیے ادب سے سلام کرتی ہوئی نظر آئے گی۔ سنگِ مرمر کا ایسا مجسمہ بھی ہے جس میں ایک دلھن کو سر سے پاؤں تک نفیس ریشمی نقشی چادر اوڑھے ہوئے دِکھایا گیا ہے۔ چہرہ چادر سے ڈھکا ہونے کے باوجود چہرے کے نقوش صاف دِکھائی دے رہے ہیں اور یہی نہیں چہرے پر شرم و حیا کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔

پھر قیمتی قالینوں، میزوں، کرسیوں اور دوسرے قیمتی فرنیچر سے کمرے کے کمرے بھرے پڑے ہیں۔ دو بڑے بڑے ہال قدیم طرز کے کپڑوں اور پرانی وضع کی پوشاکوں سے آراستہ ہیں۔ڈھاکے کی ململ، جامہ وار اور جام دانی کے انگرکھے، اُن دنوں کی بنائی ہوئی کشمیر کی شالیں، کمخواب، زربفت ،مشروع، ہمرو کے تھان، بنارسی ساڑیاں، دوپٹے، قدیم اوڑھنیاں لٹکی ہوئی ہیں تو شیشوں کی الماریوں پر سونے کا کام کیا ہوا ہے۔ یہاں ہاتھی دانت کی دو چار کرسیاں بھی ہیں جو فرانسیسیوں نے ٹیپو سلطان کو تحفے میں دی تھیں۔کمرۂ جواہرات، قدیم و جدید ہتھیاروں کے کمرے، یہاں نہ صرف مشرقی ملکوں کا سامان ہے بلکہ یورپی نوادرات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ بھی ہے۔

یہاں سات سو سے زیادہ چھوٹی بڑی گھڑیاں بھی ہیں۔میوزیم دیکھنے کے لیے آنے والا چاہے بچہ ہو، جوان ہو یا بوڑھا، جب گھنٹا بجنے کا وقت آتا ہے تو وہ میوزیم کے کسی حصے میں ہو، اس وسیع صحن میں ضرور پہنچ جاتا ہے جہاں ایک بڑی گھڑی رکھی ہوئی ہے۔اس گھڑی کے اوپر کے حصے میں داہنی طرف ایک لوہار ایک گرم کی ہوئی سرخ سلاخ کو پیٹ رہا ہے۔سلاخ کی ہر چوٹ ایک سیکنڈ کو ظاہر کرتی ہے۔ دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ ہے جس میں ایک خوبصورت سا دروازہ لگا ہوا ہے جو اندر سے بند ہے۔ جب دس، گیارہ یا بارہ جب بھی گھنٹا بجنے کا وقت ہوتا ہے اور جیسے ہی گھڑی کی بڑی سوئی بارہ پر پہنچتی ہے، اس کمرے سے ایک ننھا سا آدمی نکلتا ہے۔ جو وقت ہوتا ہے، اس حساب سے رُک رُک کر گھنٹے بجاتا ہے۔جیسے ہی گھنٹے ختم ہوتے ہیں، وہ کمرے میں واپس چلا جاتا ہے اور اندر بند ہو جاتا ہے۔لوگ تعجب سے دیکھتے رہ جاتے ہیں۔

معانی واشارات

لفظ	معنی	English
نوبت	نقارہ	Drum
یشب، عقیق، الماس	قیمتی پتھروں کے نام	Precious stones
خم کرنا	جھکانا	Bend, Tilt
کمخواب، زربفت، مشروع، ہمرو	قیمتی کپڑوں کے نام	Names of valuable clothes
نوادرات	عجیب وغریب چیزیں، نادر کی جمع (وہ چیزیں جو بہت کم پائی جاتی ہیں)	Rare things

✣ ویب خاکہ مکمل کیجیے۔

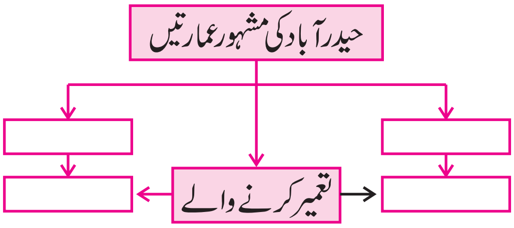

✣ سالار جنگ میوزیم کے وسیع دالان اور اس کے پاس والے کمروں سے متعلق رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

جیسے ہی آپ میوزیم میں داخل ہوں گے،

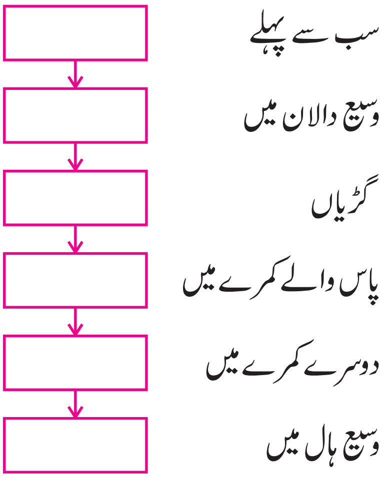

✣ سبق سے جواہرات کے نام تلاش کر کے خاکہ مکمل کیجیے۔

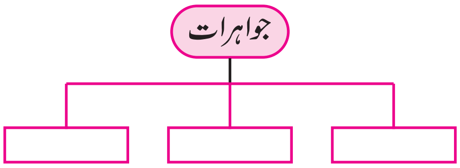

✣ قوس سے مناسب الفاظ چن کر جملے مکمل کیجیے۔

(آراستہ ، منتقل ، زینت ، آرائش ، خنجر)

۱۔ دنیا بھر کے لوگ میوزیم کی .... اور اس کے عجائبات دیکھ کر دنگ رہ جاتے ہیں۔

۲۔ میوزیم کے ایک کمرے میں مشہور بادشاہوں اور شہزادیوں کے .... ہیں۔

۳۔ اس سامان کا صرف ایک حصہ سالار جنگ میوزیم کی .... ہے۔

۴۔ بعد میں سارے کا سارا میوزیم نئی عمارت میں .... کر دیا گیا۔

۵۔ دو بڑے ہال قدیم طرز کے کپڑوں اور پرانی وضع کی پوشاکوں سے .... ہیں۔

✣ سالار جنگ میوزیم کی گڑیوں اور گڑیوں کے کمرے کی منظرکشی کیجیے۔

✣ میوزیم میں دیہات کا جیتا جاگتا نمونہ پیش کیا گیا ہے، اسے اپنے لفظوں میں تحریر کیجیے۔

✣ میوزیم کے گھنٹا گھر (گھڑی) کا دلچسپ نظارہ تحریر کیجیے۔

✣ سبق میں بادشاہوں، نوابوں اور ملکاؤں کے نام تلاش کر کے لکھیے۔

✣ سبق سے چار قیمتی کپڑوں کے نام ڈھونڈ کر لکھیے۔

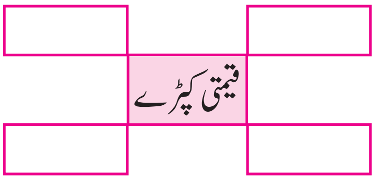

✣ دیے ہوئے الفاظ کو مناسب خاکے میں لکھیے اور واحد یا جمع بنائیے۔

سلطان ، وزرا ، عجائبات ، تصویر ، جواہرات ، منظر ، تاجر ، نقوش ، ساڑیاں ، نوادرات

✣ ہدایت کے مطابق عمل کیجیے۔

۱۔ یہ میوزیم بہت مشہور ہے۔ (خط کشیدہ لفظ پہچانیے)

۲۔ ایک بھینس پر بیٹھ کر چرواہا لڑکا بانسری بجا رہا ہے۔ وہ اپنے آپ میں مست ہے۔ (جملے میں ضمیر پہچانیے)

۳۔ اس کمرے میں جنگ کا میدان دِکھایا گیا ہے۔ (جملے میں ضمیر اشارہ پہچانیے)

۴۔ یہاں طرح طرح کے باجے ملتے ہیں۔ (ضمیر کی قسم پہچانیے)

✣ سالار جنگ میوزیم کی سیر پر مضمون لکھیے۔

۴

گرم شال

صالحہ عابد حسین

پہلی بات : اس دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو اپنی راحت اور آرام ہی کو اہم سمجھتے ہیں اور جب انھیں کچھ ایسی چیزیں مل جائیں جن پر وہ فخر کر سکیں تو دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ مگر اچھے انسان وہ ہیں جو دوسروں کے لیے راحت اور آرام کا سامان مہیا کرنے کے لیے قربانیاں دیتے ہیں، خواہ انھیں تکلیفیں کیوں نہ سہنی پڑے۔ سبق 'گرم شال' میں ایسی ہی ایک مثالی معلّمہ کی تصویر پیش کی گئی ہے۔

جان پہچان : صالحہ عابد حسین ۱۸/ اگست ۱۹۱۳ء کو پانی پت میں پیدا ہوئیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے انھوں نے ادیب فاضل اور میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ صالحہ عابد حسین نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی وہ علم و ادب کا گہوارا تھا۔ وہ مولانا الطاف حسین حالی کی پوتی تھیں۔ ان کے بھائی خواجہ غلام السیدین مشہور ماہرِ تعلیم تھے۔ مشہور ادیب عابد حسین ان کے شوہر تھے۔ صالحہ عابد حسین نے پچاس سے زیادہ کتابیں لکھیں جن میں آٹھ ناول، مضامین اور کہانیوں کے مجموعے شامل ہیں۔ انھوں نے میر انیسؔ کے مرثیے دو جلدوں میں مرتب کیے۔ 'عذرا، اپنی اپنی صلیبیں، ساتواں آنگن' (ناول)، 'سفر زندگی کے لیے، سوز و ساز' (سفر نامہ) ان کی مشہور کتابیں ہیں۔ ۸/ جنوری ۱۹۸۸ء کو وہ دہلی میں انتقال کر گئیں۔

''امّی کام تو میں نے سب ختم کرلیا۔ اب تیار ہو جاؤں جا کر؟'' نفیسہ نے چہک کر کہا۔ ''ہاں بچی تجھے دیر نہ ہو جائے۔'' ماں نے آہستہ سے کہا۔ جب سے وہ بیمار پڑی تھی نفیسہ کی آواز میں یہ چہک نہ سنی تھی، چہرے پر یہ مسرت نہ دیکھی تھی۔ شکر ہے، اب ان کا بخار ٹوٹا تو بچی کی فکر بھی دور ہوگئی اور گھر کے کاموں کا سارا بار جو اس پر آ پڑا تھا اس کا بوجھ بھی کم ہو گیا۔

نفیسہ نے ابھی پچھلے مہینے ہی تو بڑی مشکل سے ماں سے اجازت لے کر پڑوس کے اسکول میں کام شروع کیا تھا۔ یہ نیا قدم اُنھوں نے کتنی ہچکچاہٹ، کتنے تردّد کے بعد اُٹھایا۔ میر ضامن علی کی پڑپوتی ...جن کی سو گاؤں کی زمینداری تھی، نوکری کرے؟ وکیل صاحب کی لاڈلی، اکلوتی بیٹی روٹی کھانے کے لیے دوسروں کی چاکری کرے؟ آج ان کے میاں زندہ ہوتے تو یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔ جوان لڑکا اگر بیوی کو لے کر الگ نہ ہو گیا ہوتا تو ...الٰہی تو نے اسی دن کے لیے مجھے زندہ رکھا تھا؟ یہ سب سوچ کر ان کا دل بھر آیا مگر انھوں نے بہت ضبط کیا۔ بیٹی کے سامنے وہ کبھی آنکھ سے آنسو نہیں نکالتی تھیں ...''جا رہی ہو میری لال ...دیر نہ کرنا۔''

''نہیں امّی، بس چھٹّی ہوتے ہی بھاگتی ہوں میں تو۔'' نفیسہ جانے کو مڑی پھر رُک گئی۔ کھدّر کی قمیص اور لٹّھے کی شلوار پر اس نے ماں کی کئی سال پرانی شال لپیٹ رکھی تھی۔ ''کیسی لگ رہی ہوں امّی جی میں؟'' مسکرا کر اس نے کہا تو اس کی مسکراہٹ کی چھوٹ ماں کے لبوں پر بھی پڑ گئی ''ماشاء اللہ، ماشاء اللہ! ہزاروں میں ایک۔'' نفیسہ ہنسی ''ماں کی نظر!'' اور تیزی سے باہر چلی گئی۔

کوئی مدد کرنے نہ آیا۔ اعتراض کرنے کے لیے کنبے برادری والے موجود ہو گئے۔ وہ تو بھلا ہو رام چندر دادا کا جنھوں نے اسے کام دلایا۔ خود انھیں سمجھایا کہ محلے ہی میں اسکول ہے ... پھر یہ تو غریب بچوں کے لیے کھولا گیا ہے۔ اپنی بھی مدد اور دوسروں کی بھی ... کیسے ہمدرد اور شریف ہیں رام دادا ... اور ایک یہ عزیز رشتے دار ہیں ... وہ کس کس کے آگے رونا روئیں کہ جب اپنے ہاتھ پاؤں اور بینائی جواب دے رہی ہے اور جوان بیٹا نالائق نکل گیا تو کیا کریں؟ جس بیٹے کو انھوں نے ہزاروں دُکھ اُٹھا کر پالا، دن کو دن نہ سمجھا، رات کو رات نہ جانا، راتوں کو سوئٹر بنے، دنوں میں سلائیاں کیں، اچار اور چٹنیاں بنا کر بیچیں اور اسے بی۔اے، ایل۔ایل۔بی کرایا۔ باپ کا جانشین بنے گا میرا لاڈلا ... اور اسی نے اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر، بیاہ رچا کر، اپنا گھر الگ بسا لیا۔ بیوی کو ساس نند کے پاس رہنا پسند نہیں ... اپنا سونا کھوٹا، تو پرکھنے والے کا کیا دوش ... الٰہی! میری بچی کی ہزاروں برس کی عمر ہو ... وہ تو اب میرا بیٹا بھی ہے اور بیٹی بھی ... کتنی خوش ہے اس سو روپے کی نوکری سے جیسے قارون کا خزانہ مل گیا ہو میری بچی کو...''

کچھ دن سے رضیہ بی دیکھ رہی تھیں کہ نفیسہ ادھر کچھ چپ چپ سی رہتی ہے یا آنکھوں کی وہ چمک، آواز کی وہ چہک جو شروع میں نظر آتی تھی، اب کم ہو گئی ہے اور وہ کسی سوچ میں، کچھ حسرت کے سے عالم میں رہتی ہے۔ پہلے ماں سمجھ نہ سکی کہ کیا بات ہے مگر پھر غور کرنے پر بات ان کی سمجھ میں آ گئی۔

شام کو نفیسہ آئی تو اس کی آنکھیں لال تھیں۔ ماں گھبرا گئیں۔ انھوں نے پوچھا، ''کیا ہوا بیٹی؟'' نفیسہ نے روہانسی آواز میں کہا، ''وہ امّی ... وہ کنول اور شکیلہ ہے نا، انھوں نے آج میری شال اور سوئٹر پر فقرے کسے اور ...''

''کیوں؟ تیری شال اور سوئٹر سے انھیں کیا مطلب؟''

''امّی وہ امیر ہیں نا، کئی کئی سو کی شالیں، ولایتی کوٹ اور سوئٹر پہن کر آتی ہیں۔ انھوں نے سارے اسکول کے اسٹاف کو احساسِ کمتری میں مبتلا کر دیا ہے۔'' رضیہ بی کا چہرہ اُتر گیا۔ اچانک نفیسہ کو بھی احساس ہوا کہ اس کے منہ سے وہ بات نکل گئی ہے جو اسے کہنی نہیں چاہیے تھی۔ اس نے فوراً امّی کے گلے میں بانہیں ڈال کر کہا، ''چھوڑو امّی! مجھے بہت بھوک لگی ہے۔ جلدی سے کچھ کھانے کو دو۔'' اس وقت تو بات آئی گئی ہو گئی مگر روز صبح سرد ہوا میں نفیسہ سوئٹر کے بٹن بند کرتی اور پرانی شال کو کس کر لپیٹ لیتی اور چلی جاتی تو ماں کا دل کوئی اندر سے یوں مسل ڈالتا جیسے وہ اب دھڑک نہ سکے گا ... وہ سوچ رہی تھیں، نفیسہ کی پہلی تنخواہ میں سے سب سے پہلے اس کے لیے ایک شال اور سوئٹر کا اون آئے گا۔ اب بھی وہ بُن تو سکتی ہیں۔

''امّی! اب میں دوسری کلاس کو پڑھا رہی ہوں۔ ہیڈ مسٹریس اور رام دادا دونوں میرے کام سے بہت خوش ہیں!'' ایک دن نفیسہ نے ماں کو بتلایا۔

''بیٹی! خدا انھیں نیک کام کی جزا دے اور تجھے خوش رکھے۔ تیری خوشی میں میری زندگی ہے۔'' ماں نے درد اور محبت بھرے لہجے میں کہا۔

''امّی! میرے بچے بڑے اچھے ہیں۔ دو تین کے سوا سب ذہین ہیں اور امّی، میرے بچے مجھ سے بہت محبت کرتے

ہیں۔ میری ہر بات مان لیتے ہیں مگر...'' وہ بات کرتے کرتے افسردہ ہوگئی۔

''مگر ...وہ کیا بات ہے۔تو روہانسی کیوں ہورہی ہے؟''

''امّی ، ان میں سے بعض بچے بہت غریب ہیں۔ اتنے غریب کہ یونیفارم تک نہیں بنا سکتے۔ کئی لڑکیاں تو پرانے کرتوں پر پھٹے دوپٹے لپیٹ کر آتی ہیں۔''

''ہاں میری بچی...'' ٹھنڈا سا لمبا سانس لے کر ماں نے اپنی سوتی شال بیمار ہڈیوں کے گرد لپیٹ لی۔ ''ابھی ہمارے ہاں بہت غریبی ہے۔''

مہینے کی تیسری تاریخ کو نفیسہ خوش خوش آئی اور ماں کے گلے میں بانہیں ڈال کر سو روپے ان کے قدموں میں رکھ دیے۔

''امّی ، رام دادا نے کہا ہے، دو تین مہینے بعد وہ میری تنخواہ بڑھا دیں گے۔'' ماں نے بیٹی کو گلے لگا لیا۔ ''تو سچ مچ میری بیٹی نہیں میرا بیٹا ہے۔ اب جلدی سے بازار جا اور اس میں سے اپنے لیے ایک گرم شال اور دو کرتوں کا کپڑا خرید لائیو۔''

''مگر امّی گھر کا خرچ ...؟''

''ارے گھر کا خرچ جیسے آج تک چلا اس مہینے میں بھی چل جائے گا...'' محبت بھری نظروں سے ماں نے بیٹی کو دیکھا اور وہ ہنستی، پنجوں کے بل ناچتی اپنی سہیلی سرلا کے پاس شام کی شاپنگ کا پروگرام بنانے چلی گئی۔

سورج چھپ چکا تھا۔ نفیسہ اب تک واپس نہ آئی تھی۔ رضیہ بی کے دل میں پنکھے لگے ہوئے تھے اور جب نفیسہ نے کئی تھیلے لا کر ماں کے سامنے ڈھیر کر دیے تو انھوں نے غصّے سے کہا، ''اتنی دیر کیوں کر دی؟ میں فکر کے مارے مری جا رہی تھی۔''

''ارے امی! وہ بسوں کا جو چکر تھا۔ آپ تو جانتی ہی ہیں...'' یہ کہہ کر اس نے سب سے اوپر والا تھیلا کھولا اور ایک بڑی سرمئی رنگ کی اونی اور سوتی دھاگے کی مکس بنی شال ماں کے کندھوں پر ڈال دی۔

''امی، ناپسند نہ کیجیے گا...نہیں تو میرا دل ٹوٹ جائے گا۔'' انھوں نے شال کو پھیلا کر دیکھا، چوما اور سر پر ڈال لیا۔ ''بہت اچھی اور گرم ہے۔ اور تیری شال اور سوئٹر؟'' باقی تھیلے نفیسہ نے پلنگ پر اُلٹ دیے۔ بہت سستی گہرے سبز رنگ کی کوئی دو پونڈ اون اور اسی رنگ کا کچھ کھدّر... ''اری یہ کیا اُٹھا لائی؟'' ماں نے کچھ حیرانی اور غصّے سے بیٹی کی طرف دیکھا۔ ''امّی جی! میری کلاس کے کچھ بچے بہت غریب ہیں۔ میں یہ اون اور کھدّر ان کے واسطے لائی ہوں۔ آپ ہی نے تو کہا تھا کہ تیرے پیسے ہیں جیسے چاہو خرچ کرو۔'' اس کی آواز میں خوف بھی تھا اور خوشامد بھی۔

ماں کچھ دیر جوان بیٹی کا منہ تکتی رہی جیسے پہلی بار دیکھ رہی ہو۔ اُمنگوں، آرزوؤں، شوق اور خواہشوں کی یہ عمر اور یہ ایثار! بھرے گلے سے وہ اتنا ہی کہہ سکیں، ''مگر...مگر تیری شال نفیسہ...''

''میری شال؟ ارے امّی جی پیاری! میری اس شال سے زیادہ حسین شال کس کے پاس ہے بھلا۔ دیکھیے۔ اس میں ماں کی ممتا کا حسن، محبت و خلوص کا رنگ ہے۔ محنت اور جفاکشی کی گرمی ہے اور ماں کی محبت کا تانا بانا۔'' نفیسہ نے اپنی ماں کی پرانی شال کو اپنے گرد لپیٹتے ہوئے کہا۔ زور سے ماں کو بھی لپٹا لیا ''میری پیاری امّی۔''

معانی و اشارات

لفظ		معنی	English
تردّد	-	اندیشہ، پس و پیش، ہچکچاہٹ	Hesitation
چاکری	-	ملازمت	Low level service
دل بھر آنا	-	رونے کے قریب ہونا	Fill with sorrow
کھدّر	-	سوتی کپڑے کی ایک قسم	Cotton cloth
لٹّھا	-	سوتی کپڑے کی ایک قسم	Cotton cloth
بینائی	-	نظر	Eye sight
رونا رونا	-	دکھڑا بیان کرنا، شکوہ کرنا	Complain
دوش	-	غلطی	Error
قارون کا خزانہ مل جانا	}	بہت دولت مند ہو جانا	Become very rich
حسرت	-	پوری نہ ہونے والی آرزو	Unfulfilled wish
ولایتی	-	غیر ملکی	Foreign
احساسِ کمتری	}	خود کو دوسروں سے کمتر خیال کرنا	Inferiority complex
چہرہ اُترنا	-	اُداس ہونا	To be sorrow
جزا	-	نیکی کا بدلہ	Boon
افسردہ	-	غمگین، اُداس	Sad
دل میں پنکھے لگے ہونا	}	دل کا زور زور سے دھڑکنا	Quick heartbeat
ایثار	-	اپنے فائدے سے دوسرے کے فائدے کو اوّلیت دینا	Beneficence

مشقی سرگرمیاں

سبق کو غور سے پڑھیے اور دی ہوئی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

✧ ذیل کی شخصیات سے صالحہ عابد حسین کا رشتہ لکھیے۔

ا۔ الطاف حسین حالی ← [ ]

۲۔ خواجہ غلام السیدین ← [ ]

۳۔ عابد حسین ← [ ]

✧ درج ذیل شخصیات کے پیشے لکھیے۔

ا۔ نفیسہ کے دادا میر ضامن علی

۲۔ نفیسہ کے والد

✧ ماں کی شال سے متعلق نفیسہ کے بیان سے مناسب لفظ لکھیے۔

✧ نوکری کروانے کے فیصلے کے پیچھے والدہ کی مجبوریاں تحریر کیجیے۔

✧ نفیسہ کے جھک کر بات کرنے کی وجہ بیان کیجیے۔

✧ وقت پر مدد کے بارے میں رضیہ بی کے تاثرات قلمبند کیجیے۔

✧ مصنفہ کے خاندانی تعارف اور ادبی تعارف کے لیے ذیل کا شجری خاکہ مکمل کیجیے۔

مصنفہ کا خاندانی تعارف
- نام: [ ]
- شوہر: [ ]
- بھائی: [ ]
- دادا: [ ]

مصنفہ کا ادبی تعارف
- ناول: [ ] [ ] [ ]
- سفرنامہ: [ ] [ ] [ ]
- مرتبہ: [ ]

✧ نفیسہ کے چپ چپ رہنے، آنکھوں کی چمک مدھم پڑ جانے کا سبب لکھیے۔

✧ رضیہ بی کا کنبے برادری والوں کے مقابلے میں رام چندر دادا کا احسان ماننے کی وجہ بیان کیجیے۔

✦ **قوس میں دیے ہوئے الفاظ سے مناسب لفظ منتخب کر کے بیان مکمل کیجیے۔**

۱۔ کھدر کی قمیص اور لٹھے کی شلوار پر اُس نے ماں کی .... لپیٹ رکھی تھی۔ (چادر ، شال)

۲۔ بیٹے کو اُنھوں نے ہزاروں ....اُٹھا کر پالا۔ (دکھ ، جتن)

۳۔ شام کو نفیسہ آئی تو اس کی آنکھیں .... تھیں۔ (نم ، لال)

۴۔ نفیسہ کی پہلی تنخواہ میں سے سب سے پہلے اس کے لیے .... آئے گا۔(اون ، سوئٹر)

۵۔ مہینے کی .... تاریخ کو نفیسہ خوش خوش آئی۔ (پہلی ، تیسری)

✦ **درج ذیل الفاظ کے لیے سبق میں آئے ہوئے الفاظ لکھیے۔**

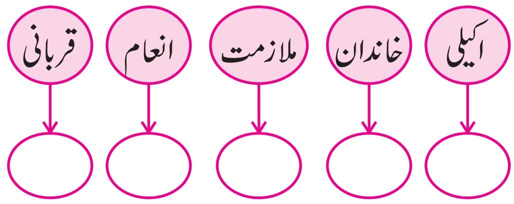

✦ سبق کی روشنی میں 'بیٹی پڑھاؤ' اس عنوان پر مضمون لکھیے۔

✦ نفیسہ کی آواز میں چہک آنے کی وجہ تحریر کیجیے۔

✦ تردّد کے بعد اُٹھانے جانے والے قدم کو لکھیے۔

✦ قدم اُٹھانے میں تردد کا سبب بیان کیجیے۔

✦ نوکری کروانے کے فیصلے کے پیچھے والدہ کی مجبوریاں تحریر کیجیے۔

✦ وقت پر مدد کے بارے میں رضیہ بی کے تاثرات قلمبند کیجیے۔

✦ نفیسہ کے چپ چپ رہنے، آنکھوں کی چمک مدھم پڑ جانے کا سبب لکھیے۔

✦ کنول، شکیلہ اور نفیسہ کے مشاہدے اور سوچ میں فرق کی وضاحت کیجیے۔

✦ پہلی تنخواہ سے متعلق رضیہ بی اور نفیسہ کے منصوبے تحریر کیجیے۔

✦ نفیسہ کے مطابق والدہ کی دی ہوئی شال کی خصوصیات قلم بند کیجیے۔

✦ کہانی کے پیغام پر چار سطریں تحریر کیجیے۔

✦ اسکول میں آپ کے ساتھ یا آپ کے ساتھی/سہیلی کے ساتھ ایسا کوئی واقعہ پیش آیا ہو تو اسے مختصراً لکھیے۔

✦ سبق کے لیے اپنی پسند کا عنوان تجویز کیجیے۔

✦ سبق سے اپنی پسند کے چار محاوروں کے لیے انگلش idioms تلاش کر کے لکھیے۔

✦ سبق میں شامل اسم خاص تلاش کیجیے اور انھیں لغوی ترتیب (Alphabetical order) میں تحریر کیجیے۔

✦ امی کام تو میں نے سب ختم کر لیا، اب تیار ہو جاؤں جا کر؟ نفیسہ نے چہک کر کہا۔

(جملے میں مناسب علاماتِ اوقاف کا استعمال کیجیے)

✦ جن کے سو گاؤں کی زمینداری تھی، نوکری کرے

(جملے کے اختتام پر مناسب نشان لگائیے)

✦ اُمنگوں، آرزوؤں، شوق اور خواہشوں کی یہ عمر اور یہ ایثار

(جملے کے اختتام پر مناسب نشان لگائیے)

✦ درج ذیل علاماتِ اوقاف کے نام لکھیے۔

! ؟ “ ” : ؛

✦ **سابقے لاحقے**

۱۔ نا + لائق = نالائق مرکب لفظ ہے۔

سابقہ 'نا' کی مدد سے چار نئے الفاظ بنائیے۔

۲۔ خوش + آمد = خوش آمد مرکب لفظ ہے۔

لاحقہ 'آمد' کی مدد سے چار نئے الفاظ بنائیے۔

✦ **جملے میں خط کشیدہ الفاظ کی ضدیں لکھ کر جملہ مکمل کیجیے۔**

۱۔ نیک کام کی جزا دے تو

............کام کی ....بھی دے

۲۔ تیری خوشی میں میری زندگی ہے
تیرا .... میری .... ہے
۳۔ جوان بیٹا نالائق نکل گیا تو کیا کریں
جوان بیٹی ....ہوتو پھر کیا کہنا
۴۔ ہر روز صبح وہ گھر سے نکلتی اور .... دیر گئے واپس آتی

۵۔ اپنے لیے گرم شال خرید لائیو۔ ماں .... سالن لے کر آ گئی

سرگرمی

رابندر ناتھ ٹیگور کی مشہور کہانی 'کابلی والا' تلاش کرکے پڑھیے۔

عملی قواعد

ضمیر (Pronoun)

میں، ہم، تو، تم، آپ، وہ، انھیں، ہماری، تمھاری، ان وغیرہ ضمیریں ہیں۔ یہ جملے دیکھیے:

۱۔ یہ میوزیم بہت مشہور ہے۔
۲۔ وہ کرسی ہاتھی دانت کی بنی ہوئی ہے۔

پہلے جملے میں لفظ 'یہ' اسم میوزیم کے لیے استعمال ہوا ہے اور 'وہ' لفظ کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا گیا ہے اس لیے یہ الفاظ **'ضمیرِ اشارہ'** (Demonstrative pronoun) ہیں۔ 'یہ' قریب کا اشارہ ہے اور 'وہ' دور کا۔

صفت (Adjective): قسمیں

آپ جانتے ہیں کہ اسم کی کیفیت یا حالت بتانے والے لفظ کو **'صفت'** کہتے ہیں۔ صفت جس اسم کے لیے استعمال کی جاتی ہے وہ **'موصوف'** کہلاتا ہے مثلاً

صفت	موصوف
ذہین	لڑکا
نرم مزاج	انسان
ٹوٹا ہوا	گھر

یہاں لڑکا، انسان، گھر کے لیے صفت کے جو الفاظ آئے ہیں وہ ان کی ذاتی خصوصیات بتاتے ہیں۔ اس لیے ایسی صفت کو **'صفتِ ذاتی'** (genative adjective) کہا جاتا ہے۔

دوسری مثالیں: کالا گھوڑا، اندھا فقیر، لمبی رات، سُونا راستہ

✧ **پڑھے ہوئے اسباق سے صفتِ ذاتی کی دس مثالیں تلاش کرکے لکھیے۔**

اب ذیل کی مثالیں پڑھ کر غور کیجیے۔

ولایتی کوٹ، سوُتی شال، اوُنی دھاگا

الفاظ 'ولایتی، سوتی، اونی' یہ الفاظ 'کوٹ، شال، دھاگا' سے نسبت رکھتے ہیں اس لیے صفت کے ایسے الفاظ **'صفتِ نسبتی'** (relative adjective) کہلاتے ہیں۔

دوسری مثالیں: عربی گھوڑا، انگریز مسافر، ہندی زبان، طوفانی رات۔

ذیل کے جملوں میں خط کشیدہ الفاظ پر غور کیجیے۔

۱۔ کتنی خوش ہے اس سو روپے کی نوکری سے
۲۔ اپنے لیے ایک شال اور دو کُرتوں کا کپڑا خرید لائیو
۳۔ بیٹے کو انھوں نے ہزاروں دُکھ اُٹھا کر پالا۔

پہلی اور دوسری مثالوں میں 'سو روپے، ایک شال، دو کُرتوں' سے ایک مقدار کا پتا چل رہا ہے۔ یہاں 'روپے، شال اور کُرتا' اسم ہیں جن کی خصوصیت 'سو، ایک، دو' کے اعداد (numbers) سے بتائی گئی ہے۔ ایسی صفت کو **'صفتِ عددی'** (numerative adjective) کہتے ہیں جیسے:

اکبر نے ہندوستان پر پچاس برس دو مہینے سات دن حکومت کی۔

تیسری مثال میں لفظ 'ہزاروں' سے دُکھ کی صفت بتائی گئی ہے لیکن یہ طے نہیں ہے کہ کتنے دُکھ۔ اس قسم کی صفت کو **'صفتِ مقداری'** (quantitative adjective) کہتے ہیں۔

صفتِ مقداری کی دوسری مثالیں: دسیوں جانور، سیکڑوں کتابیں، لاکھوں روپے، کروڑوں لوگ وغیرہ۔

۵۔ دودھ کی اہمیت

حبیب تنویر

8MHD9U

پہلی بات : اکثر گھروں میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ کھانا کھاتے وقت چھوٹے بچے جان چراتے ہیں، نخرے دِکھاتے ہیں۔ مائیں انھیں کھلانے پلانے کی لاکھ کوشش کرتی ہیں مگر وہ نہیں مانتے۔ بچوں ہی کی طرح بڑوں کو بھی کھانے میں چند چیزیں ناپسند ہوتی ہیں۔ ان دنوں فاسٹ فوڈ کا چلن عام ہے۔ گھروں میں پکنے والے کھانے نوجوان پسند نہیں کرتے۔ دراصل غذاؤں میں ہمارے جسم کو توانائی مہیا کرنے اور نشوونما کرنے والے عناصر قدرت نے مہیا کررکھے ہیں۔ ان سے دور رہنا گویا جسمانی کمزوری اور بیماریوں کو دعوت دینا ہے۔ ذیل کے ڈرامے میں دودھ کی اہمیت کو تمثیلی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

جان پہچان : مشہور ڈراما نگار حبیب تنویر یکم ستمبر ۱۹۲۳ء کو رائے پور (چھتیس گڑھ) میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے اُردو اور ہندی کے کئی مشہور ڈرامے لکھے جن میں ’آگرہ بازار، چرنداس چور‘ بہت مشہور ہوئے۔ اسٹیج اور ڈراما نگاری کو انھوں نے اپنی زندگی کا حصہ بنایا تھا، اسی شعبے میں انھوں نے قابلِ قدر خدمات انجام دیں۔ انھیں سنگیت ناٹک اکیڈمی ایوارڈ، پدم شری، کالی داس سمّان اور پدم بھوشن جیسے قابلِ فخر انعامات واعزازات سے نوازا گیا تھا۔ ۸/ جون ۲۰۰۹ء کو بھوپال میں ان کا انتقال ہوا۔

کردار

۱۔ بِٹّو - ایک بچی		۲۔ شیرین - شکر
۳۔ بی پروٹین - پروٹین		۴۔ مکھو بیگم - چربی
۵۔ جلّو آپا - پانی		۶۔ چند اور لڑکیاں

(ننھا سا پلنگ، صاف شفاف بستر، چادر، غلاف، پردے، ہر چیز دودھ کی طرح سفید، دھیمی دھیمی دودھیا رنگ کی روشنی ہوتی ہے)

(پلنگ پر بٹو سو رہی ہے۔ پاس ہی میز پر کھلا ہوا دودھ کا گلاس رکھا ہے۔ شیرین چپکے سے کمرے میں داخل ہوتی ہے اور بٹو کے پلنگ پر جھک کر آہستہ سے اُسے جگاتی ہے)

بٹو : (آنکھیں کھول کر) کون ہے؟

شیرین : میں ہوں، شیرین۔

بٹو : کون شیرین؟ میں آپ کو نہیں پہچانتی؟

شیرین : مگر میں تو تمھیں اچھی طرح پہچانتی ہوں اور جلّو آپا بھی تمھیں اچھی طرح جانتی ہیں اور میری چھوٹی بہنیں بھی۔

بٹو : میں تو ان میں سے کسی کو بھی نہیں جانتی۔

شیرین : کہیں گئی ہیں۔ آتی ہی ہوں گی، مل لینا۔

بٹو : وہ بھی آپ کی طرح پیارے پیارے سفید ریشم کے کپڑے پہنتی ہیں، جالی دار

شیرین : جلو آپا تو آبِ رواں پہنتی ہیں، مکھو کو سفید اطلس پسند ہے۔

بٹو : میں تو کہوں گی امّی سے، میرے لیے ایسے ہی سفید سفید ریشمی کپڑے سلوا دیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ دودھ میں نہا کر نکلی ہیں۔

شیرین : میں دودھ سے نکلتی ہی نہیں، بس دودھ میں تیرتی رہتی ہوں۔

بٹو : آپ کی باتوں میں کتنی مٹھاس ہے ... جیسے شربت کے گھونٹ !

شیرین : شربت تمھیں پسند ہے؟

بٹو : ہوں۔

شیرین : اور دودھ کیوں پسند نہیں؟

بٹو : آپ کو کیسے معلوم کہ مجھے دودھ پسند نہیں؟

شیرین : مجھے تمھارے بارے میں سب کچھ معلوم ہے۔ اچھا ایک کہانی سنو گی؟

بٹو : (یکایک باچھیں کھل جاتی ہیں) کہانی ؟

شیرین : ایک مرتبہ میں چین گئی تھی۔ اپنی بہنوں کے ساتھ۔ منگولیا کے صحرا میں سے جب ہمارا گزر ہوا ٹٹوؤں کے اوپر، کیا دیکھتی ہوں لوگوں نے دودھ کا سفوف بنا کر اس کی ایک بڑی سی اینٹ بنا لی ہے۔ پھر میں نے کیا دیکھا کہ ایک آدمی نے اس اینٹ میں سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا توڑ کر پانی میں ڈال دیا اور پانی کی بوتل کو ٹٹو کی زین سے باندھ دیا۔

بٹو : بوتل کو زین سے کیوں باندھ دیا؟

شیرین : ٹٹو کی چال تو بڑی بے ڈھنگی ہوتی ہے۔ بس اس کی وجہ سے پانی ہلتا اور اس طرح دودھ کا ٹکڑا پانی میں گھل جاتا۔

بٹو : مجھے تو دودھ بالکل پسند نہیں۔

شیرین : اچھا ٹھہرو (باہر سے کچھ مٹھائیاں لے کر آتی ہے) لو کھا لو۔ کھا کر تو دیکھو۔ بڑی اچھی مٹھائی ہے (اپنے ہاتھ سے بٹو کو مٹھائی کھلاتی ہے)

بٹو : بہت اچھی، بہت ہی اچھی !

شیرین : اچھی کیسے نہ ہوگی۔ دودھ کی بنی ہوئی ہیں۔

بٹو : ہائے اللہ ! یہ دودھ کی بنی ہوئی ہے؟

شیرین : بس تو پھر کھاؤ (چمکار کر) اچھی بٹو (اسے اپنے ہاتھ سے مٹھائی کھلاتی ہے)

(مکھو بیگم اور بی پروٹین سفید سفید خوب صورت لباس پہنے کھلکھلاتی ہوئی داخل ہوتی ہیں)

بی پروٹین : (پہلی بار بٹو پر نظر پڑتی ہے) ارے کون؟ بٹو!

شیرین : ہاں آج بٹو بیگم ہمارے گھر تشریف لائی ہیں۔

بٹو : آپ لوگ شیرین باجی کی بہنیں ہیں نا؟

بی پروٹین : ہاں بہنیں ہی ہیں۔

بٹو : آپ کا نام کیا ہے؟

مکھو بیگم : پروٹین! ہرگز نہ بتانا۔

شیرین : مکھو! بٹو ہماری مہمان ہے۔ مہمان سے ایسی باتیں نہیں کرتے۔

مکھو بیگم : شیرین باجی، ہم بٹو سے ناراض ہیں۔

بٹو : میں جانتی ہوں۔ میں دودھ نہیں پیتی ہوں اسی لیے نا۔

بی پروٹین : میرا نام پروٹین ہے۔ میں دودھ میں رہتی ہوں۔

شیرین : میں خون پیدا کرتی ہوں۔ مکھو بیگم چہرے پر چکنائی لاتی ہیں۔

بی پروٹین : میں ہاتھ پاؤں میں طاقت اور گولائی پیدا کرتی ہوں۔

بٹو : اچھا؟

شیرین : اسی لیے میں میٹھی میٹھی باتیں کرتی ہوں۔

مکھو بیگم : اور میں چکنی چپڑی باتیں کرتی ہوں۔

شیرین : بی پروٹین کی باتوں میں وزن ہے۔ اور جلّو آپا کی باتوں میں غضب کی روانی ہے۔

بٹو : آپ سب دودھ میں رہتی ہیں؟

شیرین : ہم سب دودھ میں رہتے ہیں۔

(بی جلو گھبرائی ہوئی داخل ہوتی ہیں)

جلو آپا : غضب ہو گیا۔

شیرین : کیا ہوا جلّو آپا؟

جلو آپا : بڑے زور کا طوفان آنے والا ہے۔

شیرین : یا اللہ! رحم کر۔

جلو آپا : شیرین! مکھو! پروٹین! آؤ یہاں تھوڑی دیر بیٹھ جائیں۔ (سب پلنگ پر بیٹھ جاتے ہیں) اور اب کی جھگڑا کروگی تو

مار کھاؤ گی۔

مکھو بیگم : (جھلا کر) ذرا ہٹ کر بیٹھو بی پروٹین! (پروٹین رونے لگتی ہے)

جلو آپا : تم لوگ پھر لڑنے لگے؟

بی پروٹین : مکھو بیگم ہمیشہ مجھ سے تنک کر باتیں کرتی ہیں۔

جلو آپا : گھر سر پر نہ اُٹھاؤ۔ خاموش رہو۔ اور لڑکیاں کدھر ہیں؟

شیرین : نہ جانے کہاں مر گئیں! (چار پانچ چھوٹی چھوٹی لڑکیاں دوڑتی ہوئی اندر آتی ہیں۔ ان کے لباس بھی سفید ہیں مگر دوسروں کے مقابلے میں معمولی)

سب ایک ساتھ: باجی مبارک ہو، باجی مبارک ہو۔

ایک لڑکی : بادل چھٹ گئے، طوفان رُک گیا، ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔

جلو آپا : خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

بٹو : (جو اَب تک سہمی ہوئی کھڑی تھی اور ہر ایک کی صورت تک رہی تھی) آپ لوگ طوفان سے اتنا ڈرتی کیوں ہیں؟

شیرین : بات یہ ہے کہ طوفان اُٹھنے سے پہلے بہت گرمی پڑتی ہے اور اس سے ہم لوگوں میں آپس میں پھوٹ پڑ جاتی ہے۔

بٹو : ہائے اللہ! تو کیا آپ لوگ بھی پھٹنے والے تھے؟

شیرین : اور کیا۔

بٹو : جب دودھ پھٹنے لگتا ہے تو اس کے اندر بہت لڑائی ہوتی ہے ...اور سردی میں؟

شیرین : سردی میں بڑا مزہ آتا ہے۔

مکھو بیگم : سردیوں میں ہم بھی ملائی کا ایک موٹا سا لحاف اوڑھ کر سو جاتے ہیں۔

بٹو : (لڑکیوں کی طرف اشارہ کرکے) یہ لوگ کون ہیں؟

شیرین : یہ تو کیلشیم بانو ہیں۔ ان سے ہڈیاں اور دانت مضبوط ہوتے ہیں۔ باقی مختلف قسم کے نمک ہیں۔ یہ بھی دودھ کے اندر پائے جاتے ہیں اور مفید ہوتے ہیں۔

بی پروٹین : (باہر اشارہ کرکے) وہ دیکھیے! میں مر جاؤں گی۔

بٹو : پھر طوفان آنے والا ہے کیا؟

شیرین : (باہر دیکھ کر) نہیں طوفان نہیں ہے۔ (بٹو سے) بٹو، تمھاری امّی نے جو میز پر دودھ کا گلاس تمھارے لیے رکھا تھا وہ کھلا چھوڑ دیا ہے۔ اب سورج نکل رہا ہے اور اس کی کرنیں سیدھی ہم لوگوں پر پڑ رہی ہیں۔ دھوپ سے بھی پروٹین کی طبیعت فوراً خراب ہوجاتی ہے۔ تم جاتے ہی گلاس کو ڈھانپ دینا، اچھا؟

بٹو : آپ لوگ میرے گلاس میں ہیں کیا؟

شیرین : اور کیا؟

بٹو : ہائے اللہ اور میں؟

شیرین : تم بھی دودھ کے گلاس میں ہو۔

بٹو : مگر دیکھو تو، میں بالکل نہیں بھیگی!

شیرین : بھیگو گی کیسے؟ تم سچ مچ دودھ کے گلاس میں تھوڑی ہو، تم تو خواب دیکھ رہی ہو۔

(جہاں تھے سب وہیں بے حس و حرکت کھڑے ہوجاتے ہیں۔ آہستہ آہستہ روشنی دھیمی ہوتی ہے اور تھوڑی دیر میں بالکل اندھیرا ہوجاتا ہے۔ گھڑی بھر کے بعد پھر آہستہ آہستہ روشنی ہوتی ہے۔ دودھ کا گلاس پلنگ کے پاس میز پر کھلا رکھا ہے۔ پلنگ پر بٹو سو رہی ہے۔ کمرے میں اب اور کوئی نظر نہیں آتا۔ یکایک بٹو کی آنکھ کھلتی ہے۔ نظر دودھ کے گلاس پر پڑتی ہے۔ وہ پہلے تو فوراً گلاس کو ڈھانپ دیتی ہے۔ پھر کچھ سوچ کر کھولتی ہے اور گلاس میں جھانک کر غور سے دیکھتی ہے۔ پھر اس کے اندر منہ ڈال کر چپکے سے کہتی ہے)

بٹو : شیرین باجی، جلّو آپا، مکھو بیگم، بی پروٹین! بولتی کیوں نہیں (جب کوئی جواب نہیں ملتا تو گلاس اُٹھا کر دودھ پی جاتی ہے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کچھ سوچتی ہے اور مسکراتی ہے)

معانی و اشارات

اطلس	ایک قسم کے قیمتی کپڑے کا نام	Satin
صحرا	چٹیل میدان، ریگستان	Desert
باچھیں کھل جانا	بہت خوش ہونا	Brim with happiness
چمکارنا	پیار کرنا، دلاسا دینا، تھپکنا	Cuddle
پھوٹ پڑنا	دشمنی ہونا، نااتفاقی ہونا	Dispute
بے حس وحرکت	کسی بات کا احساس نہ ہونا	Numb
سفوف	پاؤڈر	Powder
زہر لگنا	برا لگنا	Dislike, disapprove
روانی	بہاؤ	Flow
گھر سر پر اُٹھانا	بہت شور مچانا	Scream
شفقت	محبت	Warmth

مشقی سرگرمیاں

✧ جان پہچان کی مدد سے ذیل کا ویب خاکہ مکمل کیجیے۔

۱۔

حبیب تنویر

تاریخِ پیدائش	مقامِ پیدائش	تاریخِ وفات	مقامِ وفات

۲۔

	حبیب تنویر کو ملے اعزازات و انعامات	

✦ ڈراما کے کردار کے لباس خالی چوکون میں لکھیے۔

کردار	لباس
شیرین	
جلّو آپا	
مکّھو بیگم	
بی پروٹین	

✦ سبق کی مدد سے ویب خاکہ مکمل کیجیے۔

کردار	نام	کیا کرتے ہیں؟
شیرین		
جلّو آپا		
بی پروٹین		
مکّھو بیگم		
کیلشیم بانو		

✦ مناسب جوڑیاں لگائیے۔

الف	ب
شیرین	باتوں میں غضب کی روانی ہے
مکھو بیگم	باتوں میں وزن ہوتا ہے
جلّو آپا	میٹھی میٹھی باتیں کرتی ہیں
بی پروٹین	چکنی چپڑی باتیں کرتی ہیں

✦ ڈراما 'دودھ کی اہمیت' سے کوئی چار کرداروں کے نام لکھیے۔

✦ دودھ کے پھٹنے کی وجوہات بیان کیجیے۔

✦ گائے کے دودھ میں پائے جانے والے اجزا کے نام تحریر کیجیے۔

✦ اس ڈرامے میں شیرین نے جس ملک کا ذکر کیا ہے اس ملک کا نام لکھیے۔

✦ شیرین نے منگولیا کے صحرا میں جو منظر دیکھا اسے اپنے لفظوں میں بیان کیجیے۔

✦ پانی کی بوتل کو ٹٹو کی زین سے باندھنے کی وجہ تحریر کیجیے۔

✦ شیرین باجی کی بہنوں کے نام لکھیے۔

✦ ڈرامے میں پروٹین کے جو فائدے بیان کیے گئے ہیں انھیں تحریر کیجیے۔

✦ اس ڈرامے میں شیرین اور اس کے ساتھیوں میں پھوٹ پڑ جانے کی جو وجہ بیان کی گئی ہے اسے لکھیے۔

✦ کیلشیم کے فائدے تحریر کیجیے۔

✦ بٹو نے خواب سے بیدار ہونے کے بعد جو منظر دیکھا اسے اپنے لفظوں میں بیان کیجیے۔

✦ ڈرامے میں 'ہنسنا، کھلکھلانا یا بہت زیادہ خوش ہونا' کے معنی میں جو محاورہ استعمال ہوا ہے اسے تلاش کر کے لکھیے۔

✦ درج ذیل محاوروں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

(۱) باچھیں کھلنا (۲) میٹھی میٹھی باتیں کرنا

(۳) چکنی چپڑی باتیں کرنا (۴) گھر سر پر اُٹھانا

✦ 'مجھے دودھ پسند / ناپسند ہے' پر اپنے گروپ میں رائے پیش کیجیے اور اس مباحثے کو تحریر کیجیے۔

اضافی معلومات

ابتدائی طبّی امداد

فیکٹریوں اور کارخانوں میں کام کرنے والوں کو کسی بھی وقت چوٹ آ سکتی ہے۔ کسی مشین میں جسم کا کوئی حصہ آ کر زخمی ہوسکتا ہے۔ کسی عام آدمی کی سڑک پر چلتے ہوئے کسی موٹر گاڑی سے ٹکر ہوسکتی ہے۔ اسکول میں کھیلتے ہوئے کوئی کھلاڑی گر سکتا ہے یا جسم پر گیند لگ سکتی ہے۔ گھر میں پاؤں پھسل سکتا ہے۔ باورچی خانے میں کام کرتے ہوئے ذرا سی بے احتیاطی سے کپڑوں میں آگ لگ سکتی ہے۔ ایسے حالات میں ابتدائی طبّی امداد بہت مددگار ثابت ہوتی ہے۔ ابتدائی طبّی امداد کو انگریزی میں First Aid کہتے ہیں اور وہ ڈبّا یا تھیلا جس میں ابتدائی طبّی امداد کا سامان رکھا جاتا ہے اسے 'فرسٹ ایڈ باکس' کہتے ہیں۔ اس باکس میں کیا سامان ہوتا ہے اور اسے کیسے استعمال کرتے ہیں، اس کے لیے ابتدائی طبّی امداد کی باقاعدہ تربیت حاصل کرنا پڑتی ہے۔

ایک خط

پنڈت جواہر لال نہرو

پہلی بات : ادب میں خطوط کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ مشہور لوگوں کے خطوط سے نہ صرف ان کی نجی زندگی کا پتا چلتا ہے بلکہ اس دور کے حالات سے بھی واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ اِندرا گاندھی پنڈت جواہر لال نہرو کی چہیتی بیٹی تھیں۔ وہ بچپن میں مسوری کے ایک بورڈنگ اسکول میں زیرِ تعلیم تھیں۔ اُس دوران پنڈت نہرو نے انھیں مختلف موقعوں پر کئی خطوط لکھے جو آگے چل کر "Letters from a Father to his Daughter" کے نام سے شائع ہوئے۔ یہ خط انھی میں سے ایک ہے جس میں انھوں نے اپنی بیٹی کو اس کی سالگرہ کے موقع پر نیک خواہشات پیش کی ہیں۔

جان پہچان : پنڈت جواہر لال نہرو ۱۴ر نومبر ۱۸۸۹ء کو الٰہ آباد میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے ٹرینیٹی کالج، کیمبرج (انگلستان) سے گریجویشن کیا اور انرٹیمپل سے بیرسٹری کی ڈگری حاصل کی۔ ہندوستان لوٹنے کے بعد وہ انڈین نیشنل کانگریس سے وابستہ ہوگئے اور ملک کی آزادی میں انھوں نے کلیدی کردار ادا کیا۔ وہ آزاد ہندوستان کے پہلے وزیرِ اعظم بنے۔ "The Discovery of India" ان کی مشہور کتاب ہے اور "Towards Freedom" ان کی سوانح ہے۔ ۲۷ر مئی ۱۹۶۴ء کو ان کا انتقال ہوا۔

نینی سینٹرل جیل، الٰہ آباد،

26ر اکتوبر 1930ء۔

پیاری بیٹی !

تمھیں اپنی سالگرہ کے موقع پر تحفے اور نیک خواہشات ملتی ہی رہی ہیں۔ نیک خواہشات کی تو اَب بھی کوئی کمی نہیں لیکن میں جیل سے تمھارے لیے کیا تحفہ بھیج سکتا ہوں؟ نیک خواہشات کا تعلق تو دل سے ہے، جیسے کوئی پری تمھیں یہ سب کچھ دے رہی ہو۔ یہ وہ چیزیں ہیں جنھیں جیل کی اونچی دیواریں بھی نہیں روک سکتیں۔

تم خوب جانتی ہو کہ مجھے نصیحت کرنے سے کتنی نفرت ہے۔ جب کبھی میرا جی چاہتا ہے کہ نصیحت کروں تو ہمیشہ اُس 'عقل مند' کی کہانی یاد آجاتی ہے جو میں نے کبھی پڑھی تھی۔ شاید ایک دن تم بھی وہ کتاب پڑھو جس میں یہ کہانی بیان کی گئی ہے :

کوئی تیرہ سو برس گزرے کہ ملک چین سے ایک سیّاح علم و دانش کی تلاش میں ہندوستان آیا۔ اس کا نام ہیؤن سانگ تھا۔ وہ شمال کے پہاڑ اور ریگستان طے کرتا ہوا یہاں پہنچا۔ اُسے علم کا اتنا شوق تھا کہ راستے میں اس نے سیکڑوں مصیبتیں اُٹھائیں اور ہزاروں خطروں کا مقابلہ کیا۔ وہ ہندوستان میں بہت دن رہا۔ خود سیکھتا تھا اور دوسروں کو سکھاتا تھا۔ اس کا زیادہ تر

وقت نالندہ وِدّیا پیٹھ میں گزرا جو شہر پاٹلی پتر کے قریب واقع تھی۔ اس شہر کو اب پٹنہ کہتے ہیں۔

ہیون سانگ پڑھ لکھ کر بہت قابل ہو گیا حتیٰ کہ اُس کو فاضلِ قانون کا خطاب دیا گیا۔ پھر اُس نے سارے ہندوستان کا سفر کیا۔ اس عظیم الشان ملک کے باشندوں کو دیکھا بھالا اور اُن کے بارے میں پوری معلومات حاصل کیں۔ اس کے بعد اس نے اپنا سفرنامہ لکھا۔ اس کتاب میں وہ کہانی بھی شامل ہے جو اس وقت مجھے یاد آئی۔

یہ ایک شخص کا قصہ ہے جو جنوبی ہند سے شہر 'کرنا سونا' میں آیا۔ یہ شہر صوبہ بہار، بھاگل پور کے آس پاس کہیں تھا۔ ہیون سانگ نے سفرنامے میں لکھا ہے کہ ایک شخص اپنے پیٹ کے چاروں طرف تانبے کی تختیاں باندھے رہتا تھا۔ سر پر ایک جلتی ہوئی مشعل رکھتا تھا۔ ہاتھ میں ڈنڈا لیے ہوئے اس عجیب و غریب انداز میں بڑی شان سے اِدھر اُدھر گھومتا پھرتا تھا۔ جب کوئی اس سے پوچھتا کہ آخر آپ نے یہ کیا صورت بنا رکھی ہے؟ تو وہ جواب دیتا کہ ''میرے اندر بے حساب علم بھرا ہوا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں میرا پیٹ نہ پھٹ جائے اس لیے میں نے اپنے پیٹ پر تانبے کی تختیاں باندھ رکھی ہیں۔ اور چوں کہ تم سب لوگ جہالت کے اندھیرے میں رہتے ہو، مجھے تم پر ترس آتا ہے اس لیے میں ہر وقت اپنے سر پر مشعل لیے پھرتا ہوں۔''

ہاں، تو مجھے ایسا کوئی خطرہ نہیں ہے کہ بہت زیادہ علم و حکمت سے پھٹ جاؤں، اس لیے مجھے اپنے پیٹ پر تانبے کی تختیاں باندھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ میری عقل میرے پیٹ میں نہیں ہے بلکہ جہاں کہیں بھی ہو اس میں اتنی گنجائش ہے کہ بہت کچھ اور سما سکے۔ اور جب میری عقل محدود ہے تو میں کیسے ایک عقل مند آدمی بن کر دوسروں کو مشورہ دوں اسی لیے میں یہ جاننے کی کوشش کرتا ہوں کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط، کیا کرنا چاہیے اور کیا نہ کرنا چاہیے۔ اس بحث مباحثے سے کبھی کبھی کوئی سچائی نکل آتی ہے۔

اس لیے میں نصیحت نہیں کروں گا۔ پھر کیا کروں؟ خط باتوں کی جگہ نہیں لے سکتا کیونکہ یہ یک طرفہ ہوتا ہے اس لیے میں اگر کوئی بات کہوں اور وہ تم کو نصیحت لگے تو اسے کڑوی گولی سمجھ کر مت نگلو۔ بس یہ سمجھو کہ میں تم کو مشورہ دے رہا ہوں اور گویا ہم تم آمنے سامنے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔

میں نے تم کو لمبا سا خط لکھ ڈالا۔ ابھی بہت سی باتیں باقی ہیں۔ اتنی باتیں اس خط میں کیسے آ سکتی ہیں!

تم بڑی خوش قسمت ہو کہ اپنے ملک کی آزادی کی جدوجہد کو دیکھ رہی ہو۔ تم اس لحاظ سے بھی خوش قسمت ہو کہ ایک بہادر عورت تمھاری ماں ہے۔ اگر تم کو کبھی کسی بات میں شبہ ہو یا تمھیں کوئی پریشانی ہو تو تم کو اپنی ماں سے بہتر ساتھی نہیں مل سکتا۔

خدا حافظ بیٹی! ...میری دعا ہے کہ تم ایک دن بہادر سپاہی بنو اور ہندوستان کی خدمت کرو۔

محبت اور نیک خواہشات کے ساتھ

جواہر لال

معانی و اشارات

دانش	عقل، سمجھ	Wisdom
نالندہ وِدّیا پیٹھ	پرانے زمانے کی ایک یونیورسٹی جو پاٹلی پتر (پٹنہ) کے قریب تھی	An old university near Patliputra (Patna)
فاضلِ قانون	قانون جاننے والا	Law expert
علم و حکمت	عقل مندی، دانش مندی	Wisdom
گنجائش	سمائی، جگہ	Capacity
محدود	حد کے اندر، تنگ	Limited
بحث مباحثہ	بحث و تکرار	Discussion
جدوجہد	سخت کوشش	Struggle

مشقی سرگرمیاں

✣ خط پڑھ کر شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

مکتوب نگار: نام ______ / پتا ______ / تاریخ ______

✣ چینی سیاح سے متعلق ذیل کا شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

چینی سیّاح: نام ______ / تلاش ______ / مصروفیت ______ / خطاب ______

✣ جنوبی ہند سے شہر 'کرنا سونا' میں آنے والے عجیب و غریب شخص کا شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔

شہر 'کرنا سونا' کا عجیب و غریب شخص: ______ / ______ / ______ / ______

✣ درج ذیل الفاظ سے متعلق 'پنڈت نہرو کے خیالات' خط کی روشنی میں لکھیے۔

نیک خواہشات ______

عقل ______

کوشش ______

مشورہ ______

خوش قسمت ______

دعا ______

✣ نصیحت سے متعلق پنڈت نہرو کے جملے خط سے نقل کیجیے۔

✣ شہر 'کرنا سونا' کے عجیب و غریب شخص کا علم سے متعلق دعویٰ لکھیے۔

✣ خط کی مدد سے نالندہ وِدّیا پیٹھ سے متعلق دو جملے تحریر کیجیے۔

✣ خط کا مرکزی خیال اپنے لفظوں میں تحریر کیجیے۔

✣ پنڈت نہرو کی بیٹی اِندرا خوش قسمت ہے کیونکہ ...

۱۔ ______

۲۔ ______

۳۔ ______

✣ نیچے دیے ہوئے لفظوں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

علم و دانش   علم و حکمت   صحیح اور غلط

✣ دیے ہوئے الفاظ کی ضد لکھیے۔

نیک، نفرت، مصیبت، محدود، صحیح

8N15D5

١ حصۂ نظم

حمد

عرفانؔ جعفری

پہلی بات : ہر انسان جسے پسند کرتا ہے، اس کی تعریف کرتا ہے۔ تعریف بھی ایک سلیقے سے ہونی چاہیے۔ ایک عام انسان جن الفاظ اور جس انداز میں کسی کی تعریف کرتا ہے، اس کے مقابلے میں ایک شاعر مختلف طریقے سے کسی کی تعریف و ستائش کرتا ہے اور جب بات اللہ تعالیٰ کی تعریف کی ہو تو کہنا ہی کیا! اللہ کی تعریف کو 'حمد' کہتے ہیں۔ اس حمد میں شاعر نے کئی پہلوؤں سے اللہ کی ذات اور صفات کو بیان کیا ہے۔

جان پہچان : عرفانؔ جعفری کا اصل نام عبداللہ جعفری ہے۔ وہ ۲۲؍نومبر ۱۹۵۹ء کو الٰہ آباد میں پیدا ہوئے لیکن عرصے سے ممبئی میں قیام پذیر ہیں۔ انجمن اسلام ممبئی سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد انھوں نے برہانی کالج سے گریجویشن کیا اور ریلوے کے کمپیوٹر محکمے سے بحیثیت سینئر سپروائزر ۳۷؍ برسوں تک وابستہ رہنے کے بعد سبکدوشی حاصل کی۔ ان کا ایک شعری مجموعہ 'بنجارہ' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ ملک و بیرون ملک کے مشاعروں اور ان کی نظامت کے لیے وہ بلائے جاتے ہیں۔ مہاراشٹر اسٹیٹ اُردو ساہتیہ اکیڈمی کا 'ساحرؔ لدھیانوی انعام برائے شاعری' انھوں نے حاصل کیا ہے۔

دل و نظر میں تجلّی اُتار دیتا ہے
ترا ہی ذکر سکوُن و قرار دیتا ہے

تو ہی تو بوُند میں رکھتا ہے شانِ خورشیدی
صدف کو تو ہی گہر ، آبدار دیتا ہے

ترا مزاج ہے رحم و کرم ، مرے معبود
سلگتی ریت کو تو ، برگ و بار دیتا ہے

اِدھر زمیں پہ رگڑتی ہے پاؤں تشنہ لبی
اُدھر تو ریت میں چشمہ اُتار دیتا ہے

ترے ہی نام سے آتی ہے جان کلیوں میں
ترا ہی نام چمن کو نکھار دیتا ہے

ترا کرم ہے کہ چھپ جاتے ہیں گناہ مرے
تو میرے عیب کو پردے ہزار دیتا ہے

خلاصہ : شاعر کہتا ہے کہ اللہ کا نام سکون اور قرار دیتا ہے اور دلوں کو نور سے بھر دیتا ہے۔ وہ ایک بوند کو سورج جیسی شان اور سیپ میں موتی کو چمک دیتا ہے۔ خدا کی ذات رحیم و کریم ہے۔ وہ تپتی ہوئی ریت میں پھول پودے اُگانے کی قدرت رکھتا ہے۔ شاعر حضرت اسماعیلؑ کے واقعے کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جس طرح ان کے ریت میں ایڑیاں رگڑنے سے اللہ تعالیٰ نے پانی کا چشمہ جاری کر دیا تھا، اسی طرح جب کوئی ضرورت کے وقت اضطراب کے ساتھ خدا کی طرف رجوع ہوتا ہے تو خدا کی طرف سے اس کی حاجت پوری کر دی جاتی ہے۔ اسی کے نام سے کلیوں کو جان اور چمن کو نکھار حاصل ہوتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اللہ ربّ العزّت کا کرم ہے کہ وہ انسان کے عیبوں پر پردہ ڈال کر اس کے گناہوں کو چھپا دیتا ہے۔

معانی و اشارات

تجلّی	نور	Enlightenment	
شانِ خورشیدی	سورج جیسی عظمت	Glory of the sun	
آبدار	چمک	Shine	
برگ و بار	شاخ اور پھل مراد سرسبزی و شادابی	Branches and fruits, liveliness	
تشنہ لبی	پیاس	Thirst	

مشقی سرگرمیاں

✦ دیے ہوئے الفاظ سے متعلق حمد کے حوالے سے دائرے میں مناسب لفظ لکھیے۔

دل و نظر ← ◯ بوند ← ◯
سیپ ← ◯ ریت ← ◯
عیب ← ◯

✦ دیے ہوئے الفاظ کے ہم معنی لفظ لکھیے۔

گہر ☐ ، آبدار ☐ ،
تجلّی ☐ ، خورشید ☐

✦ قوس میں دیے ہوئے الفاظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کیجیے۔

(قافیہ ، ردیف)

۱۔ قرار، آبدار، اُتار، بار، نکھار اور ہزار حمد کے .... ہیں۔

۲۔ 'دیتا ہے' حمد کی .... ہے۔

✦ اِدھر زمیں پہ رگڑتی ہے پاؤں تشنہ لبی
اُدھر تو ریت میں چشمہ اُتار دیتا ہے

۱۔ اس شعر سے متعلق واقعہ لکھیے۔
۲۔ اس شعر کی صنعت کا نام لکھیے۔

✦ ترا کرم ہے کہ چُھپ جاتے ہیں گناہ مرے
تو میرے عیب کو پردے ہزار دیتا ہے

اس شعر کا مطلب لکھیے۔

✦ تشنہ، صفت ہے، اس سے اسم بنائیے۔

✦ 'ترا ہی نام سکون و قرار دیتا ہے' شاعر کے ایسا کہنے کی وجہ لکھیے۔

✦ ترا، تو، ترے اِن الفاظ سے شاعر کی مراد لکھیے۔

✦ اے اللہ ! تیری ذات بہت ہی رحمت والی ہے۔ تو صحرا میں بھی درخت اُگا دیتا ہے۔ اس مفہوم کو ادا کرنے والا شعر لکھیے۔

8NA1ES

۲ جشنِ آزادی

جاں نثار اختؔر

پہلی بات : انسان جس جگہ پیدا ہوتا ہے اور جہاں اس کی پرورش ہوتی ہے، وہ اس جگہ سے محبت کرتا ہے۔ اسے اپنے وطن کی ہر چیز سے محبت ہوتی ہے۔ وہ اپنے وطن کو، اس کے لوگوں کو، غرض اپنے وطن کے ذرّے ذرّے کو آزاد اور خوش دیکھنا چاہتا ہے۔ شاعر نے اس نظم میں اپنے وطن سے محبت کا نہایت خوب صورت انداز میں اظہار کیا ہے۔

جان پہچان : جاں نثار اختر کا پورا نام جاں نثار حسین رضوی تھا۔ وہ ۱۹۱۴ء میں گوالیار میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے علی گڑھ سے ایم۔اے کیا اور بھوپال کے حمیدیہ کالج میں شعبۂ اُردو کے صدر مقرر ہوئے۔ بعد میں وہ ممبئی چلے آئے اور فلمی نغمہ نگار کی حیثیت سے شہرت حاصل کی۔ ان کا شمار اہم ترقی پسند شعرا میں ہوتا ہے۔ انھیں ۱۹۷۴ء میں 'سوویٹ لینڈ نہرو ایوارڈ' سے نوازا گیا۔ 'ہندوستان ہمارا' ان کی قومی اور وطنی نظموں کا مجموعہ ہے جو دو جلدوں میں شائع ہوا۔ 'سلاسل، جاوداں، خاکِ دل، پچھلے پہر' اور 'گھر آنگن' وغیرہ ان کے شعری مجموعے ہیں۔ ۱۹۷۶ء میں ان کا انتقال ہوا۔

سینے سے آدھی رات کے
پھوٹی وہ سورج کی کرن
برسے وہ تاروں کے کنول
وہ رقص میں آیا گگن
آئے مبارک باد کو
کتنے شہیدانِ وطن
آزاد ہے، آزاد ہے
آزاد ہے اپنا وطن
آزاد ہے اپنا وطن

اے رودِ گنگا گیت گا
اِٹھلا کے چل موجِ جمن
ہاں اے ہمالہ، جھوم جا
رقصاں ہوں اے دشت و دمن

ہاں اے ایلورا کے بتو!
نغمہ سرا ہو نغمہ زن
آزاد ہے ، آزاد ہے
آزاد ہے اپنا وطن
آزاد ہے اپنا وطن

اے پرچمِ سہ رنگ تو
اپنے وطن کی آبرو
تو ہے ہمارا ننگ و نام
ہم تجھ کو کرتے ہیں سلام

ہے زعفرانی سے عیاں
بے لوث خدمت کی لگن
سبزی سے تیری جلوہ گر
ہمت ، جوانی ، بانکپن
ظاہر سفیدی سے تری
اِنسانیت ، پاکیزہ پن

اے پرچمِ سہ رنگ تو
اپنے وطن کی آبرو
تو ہے ہمارا ننگ و نام
ہم تجھ کو کرتے ہیں سلام
ہم تجھ کو کرتے ہیں سلام

خلاصہ : وطن کی آزادی پر خوش ہوکر شاعر کہہ رہا ہے کہ آدھی رات کے وقت آزادی کا اعلان ہوا یعنی ملک میں ایک نئی صبح طلوع ہوئی۔ سورج کی کرن پھوٹی، تاروں کے کنول برسے اور وطن پر شہید ہونے والے مبارکباد دینے کے لیے آئے۔ شاعر دریائے گنگا کو گیت گانے ، جمنا کو اِٹھلا کر چلنے، ہمالیہ کو جھومنے، جنگلوں اور پہاڑوں کو ناچنے اور ایلورا کی مورتیوں کو نغمے گانے کا کہہ رہا ہے۔ شاعر ملک کے ترنگے کو وطن کی آبرو اور عزت و نیک نامی کی وجہ کہتے ہوئے سلام کر رہا ہے۔ ترنگے کے تین رنگوں میں زعفرانی رنگ بے لوث خدمت کی لگن، ہرا رنگ ہمت، جوانی اور بانکپن اور سفید رنگ انسانیت اور پاکیزگی کو ظاہر کرتا ہے۔

معانی واشارات

رود	–	ندی River
رقصاں ہونا	–	ناچنا To dance
دمن	–	ٹیلا، ٹیکری Small hill
نغمہ سرا ہونا	–	گیت گانا To sing
سہ	–	تین Three
سہ رنگ	–	تین رنگوں والا، ترنگا Tricolour
ننگ و نام	–	عزت وآبرو Reputation
رونما ہونا	–	ظاہر ہونا To appear
بے لوث	–	بے غرض Pure

مشقی سرگرمیاں

✧ ہندوستانی پرچم کے رنگ اور اُن کی خصوصیات کے مابین مناسب جوڑیاں لگائیے۔

رنگ	خصوصیات
زعفرانی	اپنے وطن کی آبرو
سبز	انسانیت، پاکیزگی
سفید	ہمت، جوانی، بانکپن
پرچم	بے لوث خدمت کی لگن

✧ نظم مدد سے دائرے میں مناسب لفظ لکھیے۔

اِٹھلا کے چل　　جھوم جا　　رقصاں ہو　　نغمہ سرا ہو

✧ رنگوں کے نام انگریزی میں لکھیے۔

زعفرانی　　سبز　　سفید

✧ سینے سے آدھی رات کے
پھوٹی وہ سورج کی کرن
سے مراد لکھیے۔

✧ شعر کی روشنی میں آزادی کی جدوجہد کا تذکرہ کیجیے۔

آئے مبارک باد کو
کتنے شہیدانِ وطن

✧ اپنے وطن کے پرچم کو سلام کرنا چاہیے کیونکہ ....

✧ ہندوستان کی مختلف چیزیں گنگا، ہمالہ، ایلورا، شہیدانِ وطن اس طرح آزادی مناتے ہیں ....
ہر ایک کے لیے کم از کم ایک جملہ لکھیے۔

✧ اپنے وطن کے پرچم کے بارے میں معلومات لکھیے۔

مبالغہ (Hyperbole)

آپ شکیبؔ جلالی کا یہ شعر پڑھ چکے ہیں۔

برا نہ مانیے لوگوں کی عیب جوئی کا
انھیں تو دن کا بھی سایہ دِکھائی دیتا ہے

اس شعر میں ’دن کا سایۂ دِکھائی دینا ایسا واقعہ ہے جو کبھی واقع نہیں ہوسکتا مگر شاعر نے ایک بات یعنی اچھوں کو برا کہنے کی عادت کو بڑھا چڑھا کر کہا ہے۔ شعر میں جب کوئی ایسی بات کہی جائے کہ حقیقت میں جو واقع نہیں ہوسکتی، اسے **’مبالغہ‘** (hyperbole) کہا جاتا ہے۔

✧ ذیل کے اشعار میں صنعتِ مبالغہ پہچانیے۔

گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر
بُھن جاتا تھا جو گرتا تھا دانہ زمین پر

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

۳۔ محنت

متین طارقؔ باغپتی

پہلی بات : آج ہم اپنے آس پاس بڑی بڑی عالی شان عمارتیں، بند، کالج اور اسکولیں، ایئرپورٹ، پارک وغیرہ دیکھتے ہیں۔ یہ سب ایک دن میں نہیں بن گئے۔ دنیا بھر میں یہ ترقی لاکھوں کروڑوں انسانوں کی محنت کی وجہ سے ممکن ہو پائی ہے۔ انسان اگر محنت نہ کرتا تو شاید یہ دنیا سیکڑوں یا ہزاروں برس پیچھے ہوتی۔ اللہ کے رسولؐ نے بھی محنت کرنے کو پسند کیا ہے۔ اس نظم میں شاعر نے محنت کی وجہ سے انسانوں کی ترقی کا جائزہ لیا ہے۔

جان پہچان : متین طارقؔ باغپتی کا اصل نام محمد متین صدیقی تھا۔ وہ ۲۱/ستمبر ۱۹۲۱ء کو باغپت میں پیدا ہوئے۔ ادیب کامل اور منشی فاضل کے امتحانات پاس کرنے کے بعد انھوں نے درس و تدریس کا پیشہ اختیار کیا۔ نظم و نثر اور اسلامیات پر درجنوں کتابیں لکھیں۔ ان کتابوں پر انھیں کئی انعامات بھی ملے۔ ۱۳/دسمبر ۲۰۱۳ء کو بمقام باغپت ان کا انتقال ہوا۔

یہ بستی ، یہ بازار ، سڑکیں تمام　　مشینوں کی بڑھتی ہوئی دھوم دھام
یہ موٹر ، یہ ریلیں ، یہ خبروں کے جال　　کرشمے یہ بجلی کے دن کی مثال
یہ سرسبز کھیتی ، یہ سوداگری　　یہ صنعت ، یہ حرفت ، یہ کاریگری
کتابوں کے انبار ، یہ علم و فن　　یہ گل اور غنچے چمن در چمن
دہکتے مہکتے ہوئے لالہ زار　　گلستاں کی یہ رونقیں پُر بہار
غرض جو بھی دنیا میں ہے سربسر　　ہے انسان کی محنتوں کا ثمر
کریں گے اگر ہم بھی محنت سے کام
تو پائیں گے دنیا میں اعلیٰ مقام

خلاصہ : موجودہ زمانہ ترقیوں کا زمانہ ہے۔ بستیاں، بازار، مشینوں کی دھوم، موٹر، ریل اور خبروں کے جال یعنی اخبارات و رسائل اور انٹرنیٹ وغیرہ بجلی کے کرشمے ہیں۔ سرسبز کھیتیاں اور دن بدن بڑھنے والی تجارت، نئی نئی صنعتیں اور ایجادات، کثیر تعداد میں شائع ہونے والی کتابیں اور علم و فن کی ترقی، باغوں میں کھلنے والے پھول اور غنچے اور دہکتے مہکتے گلزار اور پُر بہار رونقیں، غرض دنیا میں یہ ساری چیزیں اور ترقیاں انسان کی محنتوں کا پھل ہیں۔ اگر ہم لوگ بھی اسی طرح محنت کریں گے تو دنیا میں اعلیٰ مقام پائیں گے۔

معانی واشارات

انبار	-	ڈھیر	Heap
گلستاں	-	باغ	Garden
سربسر	-	اس سرے سے اس سرے تک	From this end to that end
ثمر	-	پھل، نتیجہ	Fruit, result

مشقی سرگرمیاں

✦ نظم کی مدد سے ویب خاکہ مکمل کیجیے۔

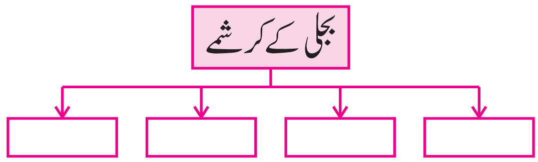

✦ ۱) گل سے گلستاں تو چمن سے ______

۲) سوداگر سے سوداگری تو ______ سے کاریگری

✦ نظم سے دو ہم صوتی الفاظ کی جوڑیاں لکھیے۔

✦ دائرے یا چوکون میں مناسب لفظ لکھیے۔

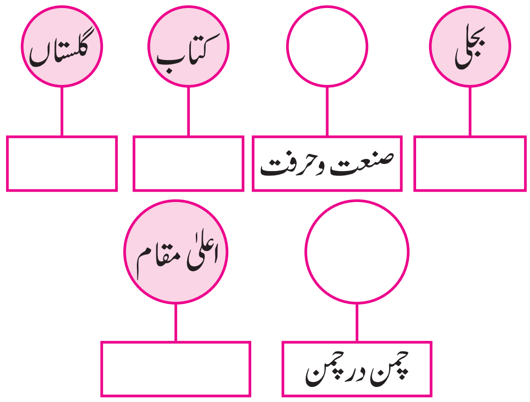

✦ 'بجلی کے کرشمے' تحریر کیجیے۔

✦ 'محنت کی عظمت' پر کم از کم دس سطروں کا مضمون لکھیے۔

✦ 'دنیا کی رونق انسان کی محنتوں کا ثمر ہے۔' اس خیال کی وضاحت کیجیے۔

✦ درج ذیل شعر کی روشنی میں 'محنت کی عظمت' پر کم از کم دس سطروں کا مضمون لکھیے۔

کریں گے اگر ہم بھی محنت سے کام
تو پائیں گے دنیا میں اعلیٰ مقام

✦ انسان کی محنت سے کاشتکاری، تجارت اور صنعت میں بہت ترقی ہوئی ہے۔ اس مفہوم کا شعر تلاش کر کے لکھیے۔

✦ گل اِس لفظ کو زیر، زبر یا پیش لگا کر نئے الفاظ بنائیے اور معنی کے ساتھ لکھیے۔

✦ صنعت، حرفت کے ہم صوتی الفاظ لکھیے جن کے معنی....

۱۔ خوش نویسی ۲۔ علاج ومعالجہ

۳۔ چھپائی

✦ جمع لکھیے۔

کتاب		علم	
فن		ثمر	

✦ 'جال' اس طرح کے سہ حرفی ہم صوت الفاظ لکھیے۔

تلمیح (Allusion)

روح الامیں کا بھی نہ گزر ہوسکا وہاں
انساں جس مقام پہ بے پال و پر گیا

روح الامین حضرت جبرئیل کا لقب ہے اور انسان سے مراد یہاں رسول اللہؐ ہیں۔ اس شعر میں معراج کی رات کے واقعے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

شاعر جب اپنے کلام میں کسی تاریخی واقعے، فرضی حکایت یا مذہبی قصے کی طرف اشارہ کرتا ہے، شعر میں واقعے کے ایسے استعمال کو 'تلمیح' (allusion) کہا جاتا ہے۔

✦ حمد میں تلمیح کا شعر تلاش کر کے لکھیے۔

8NSSI3

۴ لندن کی ہوا

اکبرؔالٰہ آبادی

پہلی بات : ایک مشہور کہاوت ہے 'کوا چلا ہنس کی چال، اپنی چال بھی بھول گیا'۔ یہ بات انگریزوں کے دورِ حکومت میں ان کی نقل کرنے والوں پر صادق آتی ہے۔ اس زمانے میں لوگوں نے انگریزوں کے افکار و خیالات اور رہن سہن کے طریقے بڑی تیزی سے اپنائے۔ بلا شبہ انگریزوں نے ہمارے ملک کو بہت سی نئی چیزوں سے روشناس کرایا مگر سکے کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ ان کی تہذیب کو اپنانے کی دھن میں لوگ اپنی تہذیب اور مذہبی قدروں سے دور ہوتے چلے گئے۔ ذیل کی نظم میں شاعر نے اسی صورتِ حال پر افسوس ظاہر کیا ہے۔

جان پہچان : اکبر حسین اکبرؔالٰہ آبادی ۱۸۴۶ء میں پیدا ہوئے۔ وہ اُردو کے مشہور طنز و مزاح نگار تھے۔ انھوں نے غزلیں بھی کہیں اور نظمیں بھی۔ انھوں نے اپنی شاعری میں مغربی تعلیم اور مغربی تہذیب کی اندھی تقلید کو طنز کا نشانہ بنایا اور تعمیری، مقصدی و اصلاحی شاعری کو رواج دیا۔ سلاست، روانی، لطفِ بیان، طنز و ظرافت ان کی شاعری کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ ۱۹۲۱ء میں ان کا انتقال ہوا۔

عشرتی گھر کی محبت کا مزہ بھول گئے
کھا کے لندن کی ہوا عہدِ وفا بھول گئے

پہنچے ہوٹل میں تو پھر عید کی پروا نہ رہی
کیک کو چکھ کے سیویّوں کا مزہ بھول گئے

موم کی پتلیوں پر ایسی طبیعت پگھلی
چمنِ ہند کی پریوں کی ادا بھول گئے

بخل ہے اہلِ وطن سے جو وفا میں تم کو
کیا بزرگوں کی وہ سب جود و عطا بھول گئے

نقلِ مغرب کی ترنگ آئی تمھارے دل میں
اور یہ نکتہ کہ مری اصل ہے کیا، بھول گئے

کیا تعجب ہے کہ لڑکوں نے بھلایا گھر کو
جب کہ بوڑھے روشِ دینِ خدا بھول گئے

خلاصہ : شاعر نے اس نظم میں اپنے بیٹے عشرت حسین کی شخصیت میں نمایاں ہونے والی تبدیلیوں کا تذکرہ کیا ہے۔ شاعر اپنے بیٹے سے کہتا ہے کہ لندن جا کر تم نے اپنے گھر کی محبت کا مزہ بھلا دیا۔ تم ہوٹل میں پہنچے تو تمھیں عید کی پروا نہ رہی۔ وہاں کے کیک چکھنے کے بعد تم سیویوں کا مزہ بھول گئے۔ وہاں کی عورتوں کو تم نے اپنے ملک کی عورتوں سے بہتر سمجھا۔ اپنے وطن کے لوگوں سے تمھاری محبت میں کمی واقع ہوئی ہے۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ تم نے اپنے بزرگوں کی مہربانیوں اور شفقتوں کو بھی فراموش کر دیا۔ مغربی قوموں کی تہذیب تم کو اس قدر پسند آئی کہ تم نے اپنی حقیقت کو نظر انداز کر دیا اور تمھیں یہ بات یاد نہ رہی کہ ہم بہر حال مغربی قوموں سے مختلف ہیں۔ آخر میں شاعر یہ کہتا ہے کہ نوجوانوں نے مغرب کی پیروی کرتے ہوئے اپنے ملک کو بھلا دیا، اس پر تعجب کیوں کیا جائے جبکہ بزرگ بھی اپنے دین و مذہب سے دور ہو گئے ہیں۔

معانی و اشارات

لفظ	معنی	English
موم کی پتلیاں	مراد انگریز عورتیں	British women
بخل	کنجوسی	Miserliness
جود و عطا	بخشش، سخاوت، عنایت	Reward
ترنگ	جوش، لہر	Craze
روش	طریقہ، ڈھنگ	Ways, tradition

مشقی سرگرمیاں

✦ کسی ایک جوڑی کا حرفی تعلق پہچان کر دوسری جوڑی مکمل کیجیے۔

۱۔ عید : سویاں :: کیک : ....

۲۔ پریاں : .... :: موم کی پتلیاں : لندن

۳۔ لڑکے : گھر :: بوڑھے : ....

۴۔ مغرب : لندن :: مشرق : ....

✦ صحیح یا غلط بیان کی نشاندہی کیجیے۔ غلط بیان درست کر کے لکھیے۔

۱۔ لندن کی ہوا کھا کے عشرتی کو سویوں کا مزہ یاد رہا۔

۲۔ لندن پہنچے تو عید اور سویوں کی پروا رہی۔

۳۔ عشرتی اپنے بزرگوں کی عطا و بخشش سب بھول گئے۔

۴۔ مغرب کی نقل کے چکر میں عشرتی نے اپنی اصل کو یاد رکھا۔

✦ نظم کا مطالعہ کر کے فقرے مکمل کیجیے۔

۱۔ نقلِ مغرب سے مراد ....

۲۔ موم کی پتلیاں یعنی ....

۳۔ بزرگوں کی جود و عطا ....

۴۔ چمنِ ہند کی پریاں ....

۵۔ عہدِ وفا ....

✦ ”کھا کے لندن کی ہوا عہدِ وفا بھول گئے“ سے شاعر کی مراد لکھیے۔

✦ نظم سے وہ شعر تلاش کر کے لکھیے جس میں شاعر لڑکوں اور بوڑھوں کے کردار پر افسوس ظاہر کرتا ہے۔

✦ نظم کی مدد سے مغربی تہذیب کی نقل کی دو مثالیں لکھیے۔

✦ نظم کی ردیف لکھیے۔

✦ نظم کے قافیے سلسلہ وار لکھیے۔

✦ نظم کا مطالعہ کر کے 'لندن' اور 'ہندوستان' کا ویب خاکہ مکمل کیجیے۔

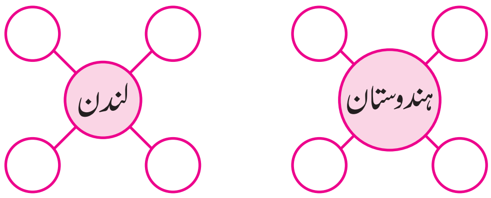

معمہ

ذیل کے تمام اُردو الفاظ کے ایک لفظی انگریزی مترادف لفظ "INTERNET" سے نکالیے۔ مثلاً :

۱)	کرایہ، اُجرت	(چار حرفی)	RENT
۲)	تہہ، قطار، درجہ	(چار حرفی)	....
۳)	خیمہ، تنبو	(چار حرفی)	....
۴)	رسم، رواج، ریت	(چار حرفی)	....
۵)	سرایہ، مسافر خانہ، دھرم شالہ	(تین حرفی)	....
۶)	اکمل، پورا، تمام	(چھے حرفی)	....
۷)	باطنی، پوشیدہ، اندر کا	(پانچ حرفی)	....
۸)	ساکن، جامد، کاہل	(پانچ حرفی)	....
۹)	رنج، غصہ، ناراضگی	(تین حرفی)	....
۱۰)	ڈِبا، دھات کا نام	(تین حرفی)	....

8P2NJQ

۵۔ ابرِ کرم

محمد حسین آزادؔ

پہلی بات : ہمارے ملک میں زراعت روزگار کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ کھیتوں میں کسانوں کی محنت و مشقت سے اناج اُگتا ہے جس سے ملک بھر کے لوگوں کی غذائی ضرورت پوری ہوتی ہے۔ برسات آنے سے پہلے کسان بادلوں کو بڑی اُمید کے ساتھ دیکھتا ہے کہ یہی بارش جہاں ان کے کھیتوں کو سرسبز و شاداب کرتی ہے، وہیں مخلوقات کے لیے نعمتِ خداوندی ثابت ہوتی ہے۔

جان پہچان : محمد حسین آزاد ۱۸۳۱ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ وہ اُردو کے صاحبِ طرز انشا پرداز تھے۔ فارسی زبان پر انھیں کامل عبور حاصل تھا۔ آزادؔ اُردو میں تمثیل نگاری کے اہم ستون ہیں۔ ’نیرنگِ خیال‘ ان کے مضامین کا مجموعہ ہے جس میں تمثیل نگاری کے کامیاب نمونے موجود ہیں۔ ’آبِ حیات‘ میں انھوں نے اُردو کے قدیم شعرا کے متعلق اہم معلومات جمع کی ہے۔ ’آبِ حیات، دربارِ اکبری‘ اور ’سخن دانِ فارس‘ ان کی اہم تصانیف ہیں۔ ۲۳ر جنوری ۱۹۱۰ء کو ان کا انتقال ہوا۔

چلنا وہ بادلوں کا زمیں چوم چوم کر
اور اُٹھنا آسماں کی طرف جھوم جھوم کر

بجلی تو دیکھو ، آتی ہے کیا کوندتی ہوئی
سبزے کو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا روندتی ہوئی

لو ، بادل اب گرجتے ہوئے سر پہ آ گئے
اور شامیانے شرق سے تا غرب چھا گئے

کیا مست آیا جھوم کے ، سرشار ابر ہے
برسے گا آج خوب ، دھواں دھار ابر ہے

بوندوں میں جھومتی وہ درختوں کی ڈالیاں
اور سبز کیاریوں میں وہ پھولوں کی لالیاں

وہ ٹہنیوں میں پانی کے قطرے ڈھلک رہے
وہ کھاڑیاں بھری ہوئی ، تھالے چھلک رہے

گرنا وہ آبشار کی چادر کا زور سے
اور گونجنا وہ باغ کا پانی کے شور سے

جل تھل ہیں کوہ و دشت میں تالاب آب کے
گویا چھلک رہے ہیں کٹورے گلاب کے

خلاصہ : اس نظم میں شاعر نے برسات کے موسم کی منظرکشی کی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ بادلوں کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے گویا وہ زمین کو چوم کر جھومتے ہوئے آسمان کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ بجلی کوند رہی ہے۔ ہوا سبزے کو روندتی ہوئی چلی جارہی ہے۔ بادل گرجتے ہوئے مشرق سے مغرب تک چھا گئے ہیں۔ ساون کی گھٹا کو دیکھ کر لگتا ہے موسلا دھار بارش ہوگی۔ بارش شروع ہونے کے بعد جنگلوں میں درختوں کی شاخیں لہرا رہی ہیں۔ کہیں آبشار کی گرج ہے، کہیں بارش کا شور۔ میدان اور پہاڑ سب پانی سے شرابور ہو چکے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے گویا گلاب کے کٹورے چھلک رہے ہیں۔

معانی واشارات

لفظ		معنی	English
کوندنا	-	چمکنا	To thunder
روندنا	-	کچلنا	Trod
شامیانہ	-	سائبان	Tent
مشرق سے تا غرب	-	مشرق سے مغرب تک	East to West
سرشار	-	نشے میں چور	Intoxicated
دھواں دھار	-	تیز، پرزور	Raining heavily
لالی	-	سرخی	Redness
تھالا	-	پانی کا گڑھا	Puddle
ڈھلکنا	-	ٹپکنا	Drip
آبشار	-	پانی کا جھرنا جو بلندی سے گرے	Waterfall
کوہ ودشت	-	پہاڑ اور جنگل	Mountains & woods
جل تھل ہونا	-	ہر طرف پانی جمع ہونا	Excess of water

مشقی سرگرمیاں

✦ جان پہچان کی مدد سے معروضی معلومات پر مبنی ویب خاکہ مکمل کیجیے۔

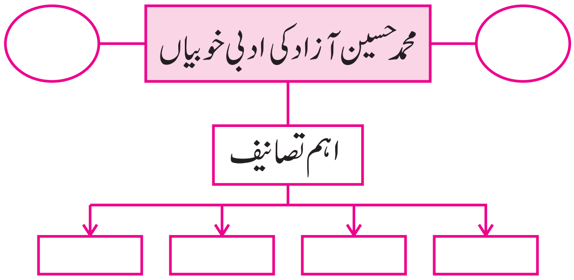

✦ نظم 'ابرِ کرم' کے شاعر محمد حسین آزاد کا شجری خاکہ مکمل کیجیے۔

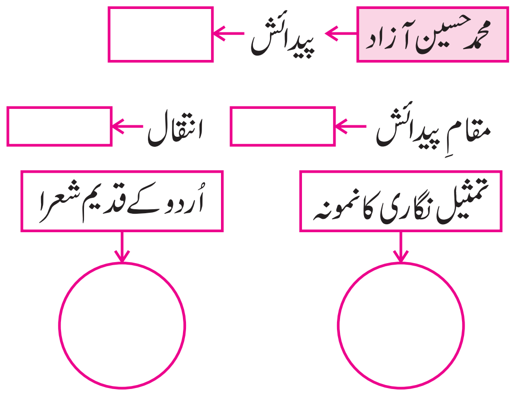

✦ نظم سے چار ہم صوتی الفاظ کی جوڑیاں تلاش کر کے لکھیے۔

✦ حمد سے وہ شعر تلاش کر کے لکھیے جس میں سمت کا تذکرہ آیا ہے۔

✦ 'پہلی بارش اور میں' عنوان پر پندرہ سطروں کا مضمون لکھیے۔

✦ مناسب جوڑیاں لگائیے۔

الف	ب
بجلی	جل تھل کوہ ودشت ہیں
ہوا	آتی ہے کوندتی ہوئی
بادل	برسے گا آج خوب
ابر	گرجتے ہوئے سر پہ آ گئے
تالاب	سبزے کو روندتی ہوئی

✦ ایک دوسرے سے تعلق پہچان کر مناسب لفظ لکھیے۔

۱۔ ہوا : ٹھنڈی ٹھنڈی :: ابر : ....

۲۔ تالاب : .... :: قطرے : ٹپ ٹپ

✦ کیا مست آیا جھوم کے سرشار ابر ہے
برسے گا آج خوب ، دھواں دھار ابر ہے

شعر کی مدد سے بارش کے پہلے کی منظر کشی کیجیے۔

✦ گرنا وہ آبشار کی چادر کا زور سے
اور گونجنا وہ باغ کے پانی کا شور سے

اس شعر کی مدد سے بارش کے بعد کا منظر بیان کیجیے۔

✦ نظم سے صنعتِ تشبیہ کا شعر نقل کیجیے۔

٦ غزلیات

(۱) غزل جلیلؔ مانک پوری

پہلی بات : مختلف غزلوں کو پڑھتے ہوئے ہم محسوس کرتے ہیں کہ ان میں تنوع اور رنگارنگی پائی جاتی ہے۔ ردیف اور قافیوں کے فرق کے علاوہ غزلوں میں بحریں، موضوع، لب و لہجہ اور شاعروں کے اظہار کا انداز بھی الگ الگ ہوا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک فرق یہ بھی ہے کہ بعض غزلیں طویل بحروں میں ہوا کرتی ہیں اور بعض مختصر بحر میں۔ ذیل کی غزل چھوٹی بحر میں لکھی گئی ہے۔

جان پہچان : جلیلؔ مانک پوری کا اصل نام جلیل حسن اور جلیلؔ تخلص تھا۔ وہ ۶۷-۱۸۶۶ء میں مانک پور (اَوَدھ) میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے لکھنؤ میں فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی۔ شروع ہی سے شعرگوئی کا شوق تھا۔ بیس سال کی عمر میں وہ امیرؔ مینائی کے شاگرد ہوئے اور انھی کے ہمراہ ستمبر ۱۹۰۰ء میں حیدرآباد پہنچے۔ میر محبوب علی آصف نے 'جلیل القدر' اور میر عثمان علی نے 'فصاحت جنگ بہادر' اور 'امام الفن' کے خطابات سے انھیں نوازا۔ 'تاجِ سخن'، 'جانِ سخن' اور 'روحِ سخن' ان کے شعری دیوان ہیں۔ 'معراجِ سخن' نعت اور سلام کا مجموعہ ہے۔ 'معیارِ اُردو' محاورات کا مجموعہ ہے۔ 'تذکیر و تانیث' ان کی مشہور تصنیف ہے۔ ۶ر جنوری ۱۹۴۶ء کو حیدرآباد میں ان کا انتقال ہوا۔

زمانہ ہے کہ گزرا جارہا ہے
یہ دریا ہے کہ بہتا جارہا ہے

زمانے پر ہنسے کوئی کہ روئے
جو ہونا ہے، وہ ہوتا جارہا ہے

جو کچھ ان کی نگاہیں کررہی ہیں
وہ دل پر نقش ہوتا جارہا ہے

بہار آئی کہ دن ہولی کے آئے
گلوں میں رنگ کھیلا جارہا ہے

جلیلؔ، اب دِل کو تم اپنا نہ سمجھو
کوئی کرکے اشارہ جارہا ہے

معانی و اشارات

نقش ہونا – چھپ جانا، ظاہر ہوجانا Imprint

مشقی سرگرمیاں

✣ جان پہچان کی مدد سے درج ذیل ویب خاکہ مکمل کیجیے۔

جلیلؔ مانک پوری

- اصل نام
- تخلص
- تاریخِ پیدائش
- مقامِ پیدائش

✣ جان پہچان کی مدد سے درج ذیل ویب خاکہ مکمل کیجیے۔

جلیلؔ مانک پوری

- خطابات
- شعری دیوان
- دیگر تصانیف

✣ اس شعر کا مطلب لکھیے۔

زمانہ ہے کہ گزرا جارہا ہے
یہ دریا ہے کہ بہتا جارہا ہے

✣ دیے ہوئے لفظوں سے شروع ہونے والے مصرعے مکمل طور پر لکھیے۔

زمانہ –
زمانے –
بہار –
جلیل –

✣ خانوں میں مناسب الفاظ لکھیے۔

قافیے	ردیف

✣ اس شعر سے متعلق اپنی رائے دیجیے۔

زمانے پر ہنسے کوئی کہ روئے
جو ہونا ہے وہ ہوتا جا رہا ہے

✣ درج ذیل شعر کی روشنی میں ہولی اور بہار کو واضح کیجیے۔

بہار آئی کہ دن ہولی کے آئے
گلوں میں رنگ کھیلا جارہا ہے

اضافی معلومات

مسلم سائنسداں ابوالقاسم زہراوی

ابوالقاسم زہراوی اُندلس میں قرطبہ شہر'الزہرہ' میں ۹۳۶ء میں پیدا ہوئے۔ اس جگہ کی نسبت سے 'الزہراوی' کے نام سے مشہور ہوئے۔ اس وقت اُموی خلیفہ عبدالرحمٰن کا دور تھا۔ خلیفہ نے اپنی سلطنت میں بہت سے شفاخانے اور تعلیمی مرکز کھول رکھے تھے۔ قرطبہ میں پچاس سے زیادہ شفاخانے یعنی اسپتال تھے جہاں لوگوں کا علاج کامیابی کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ علم طب کی تعلیم و تربیت کے لیے شہر میں ایک مرکز تھا جس کے کتب خانے میں دو لاکھ کتابیں تھیں۔ ابوالقاسم نے یہیں تعلیم حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد شاہی شفاخانے میں طبیب مقرر ہوئے۔ ابوالقاسم کو جرّاحی سے خاص دلچسپی تھی۔ اسی شعبے میں مہارت حاصل کی اور علمِ جراحی کے باقاعدہ اُصول بنائے۔ خود جراحی کے آلات تیار کیے اور خوبی سے ان آلات کو استعمال بھی کیا۔ علمِ جراحی کے موضوع پر ابوالقاسم زہراوی نے ایک مستند کتاب 'التصریف' لکھی۔ پوری کتاب تیس جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں ابوالقاسم نے دانتوں، آنکھوں، حلق، مثانے کے آپریشن، ٹوٹی ہڈی جوڑنے، اُترے ہوئے پٹھوں اور جوڑوں کو بٹھانے، خراب عضو کو کاٹنے اور ہر قسم کے پھوڑوں کو چیرنے کی تفصیل بیان کی ہے۔ داغنے کے مختلف آلات اور ان کے استعمال کا طریقہ بھی بتایا۔ ان آلات کی تصویریں اور خاکے ہیں جن میں کان کے اندرونی اعضا کے معائنے کا آلہ بھی شامل ہے۔ یورپ کی یونیورسٹی میں یہ کتاب صدیوں تک پڑھائی گئی۔ اس کتاب کا ترجمہ لاطینی، فرانسیسی، انگریزی جیسی دنیا کی مختلف زبانوں میں ہو چکا ہے۔

غزل (۲)

ظفرؔ کلیم

پہلی بات : صنف غزل عربی اور فارسی شاعری کی روایات اور لفظیات لے کر اُردو میں آئی تھی۔ اُردو غزل نے ہندوستانی تہذیب کے اثرات بھی قبول کیے۔ جدید اُردو غزلوں میں جہاں نئے موضوعات اور نئے خیالات ملتے ہیں، وہیں ہندی الفاظ کا استعمال بھی نئے رنگ و آہنگ کا پتا دیتا ہے۔ ذیل کی غزل میں یہ رنگ دیکھا جاسکتا ہے۔

جان پہچان : ظفرؔ کلیم کا اصل نام شمشیر خاں ہے۔ وہ ۵/دسمبر ۱۹۳۸ء کو ناگپور میں پیدا ہوئے۔ عربی فارسی کی تعلیم انھوں نے جامعہ عربیہ اسلامیہ، ناگپور میں حاصل کی۔ ۱۹۸۵ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ وہ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۹۰ء تک شعبۂ درس و تدریس سے وابستہ رہے۔ وہ طالب علمی کے زمانے سے ہی شعر کہہ رہے ہیں۔ انھوں نے ابتدا میں روایتی طرز کی شاعری کی اس کے بعد جدید لب و لہجے کی طرف راغب ہوئے۔ 'طلسمِ غزل' (۱۹۸۱ء) اور 'نوائے حرفِ خموش' ان کی غزلوں کے مجموعے ہیں۔

من میں کیا ہے ، بولو نا   چپ کیوں ہو ، لب کھولو نا
صدقے تم پر نیند مری   میں جاگوں تم سولو نا
لب میلے ہوجاتے ہیں   عیب کسی کے کھولو نا
جھوٹ سے حاصل کیا ہوگا   سچ کے موتی رولو نا
زہر بھرا ہے سانسوں میں   ان میں امرت گھولو نا
تن تو دھو دھو صاف کیا   من بھی تھوڑا دھولو نا
وہ پانی تم آگ ظفرؔ
کیا گتھی ہے کھولو نا

معانی و اشارات

لب کھولنا – کچھ کہنا – Say something

لب میلے ہونا – برا اثر پڑنا – Resulting bad impact

موتی رولنا – موتی بکھیرنا – Spreading pearls

امرت گھولنا – اچھا برتاؤ/ اچھی باتیں کر کے ماحول کو موافق کرنا – To soften the rigidity

گتھی – اُلجھن، راز – Secret, puzzle

مشقی سرگرمیاں

✧ درج ذیل شعر کے بارے میں اپنی رائے لکھیے۔

لب میلے ہوجاتے ہیں عیب کسی کے کھولو نا

✧ درج ذیل شعر کا مطلب بیان کیجیے۔

زہر بھرا ہے سانسوں میں ان میں امرت گھولو نا

✧ درج ذیل شعر کی روشنی میں 'شاعر یہ کہتا ہے .....' اپنے الفاظ میں لکھیے۔

تن تو دھو دھو صاف کیا من بھی تھوڑا دھولو نا

✧ درج ذیل الفاظ کے لیے غزل میں استعمال کیے گئے الفاظ لکھیے۔

ہونٹ دل جسم مشکل

✧ غزل سے صنعتِ تضاد کا شعر تلاش کر کے لکھیے۔

✧ الفاظ کے درمیان مناسب تعلق پہچان کر جوڑیاں لگائیے۔

قافیہ	متعلقہ لفظ
بولو نا	عیب
سولو نا	امرت
کھولو نا	لب
رولو نا	من
گھولو نا	نیند
دھولو نا	سچ

آدابِ معاشرت (Ethics of Social Life)

اضافی معلومات

'آداب' ادب کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں طور طریقے۔ آدابِ معاشرت کا مطلب ہے معاشرے میں رہنے سہنے کے طور طریقے۔ ہم گھر پر ہوں یا اسکول میں، بازار میں ہوں یا دفتر میں، کسی تقریب میں ہوں یا سیر گاہ میں، غرض ہر جگہ ہمیں اِن آدابِ معاشرت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ان آداب پر عمل کرنے والے کو مہذّب اور شائستہ کہا جاتا ہے۔ ہر معاشرہ چاہتا ہے کہ اس کے افراد آدابِ معاشرت کا خیال رکھیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے والدین اور اساتذہ ہمیں بچپن ہی سے آدابِ معاشرت کی تعلیم دیتے ہیں۔

معاشرے میں رہنے والے تمام افراد کا ادب و احترام کرنا ضروری ہے۔ کوئی کسی مذہب، رنگ یا نسل سے تعلق رکھتا ہو، وہ کوئی زبان بولتا ہو، اُس کا تعلق کسی بھی پیشے سے ہو؛ اُس کے ساتھ احترام سے پیش آنا ضروری ہے۔ معاشرے میں سب کو ہمیشہ سچائی سے کام لینا چاہیے۔ جھوٹ سے پرہیز کرنا چاہیے۔ فضول اور بے معنی گفتگو نہ کریں۔ بولتے وقت بہترین الفاظ کا استعمال کریں۔ نرمی سے بات کریں۔ اخلاق سے گری ہوئی گفتگو، گالی گلوچ، چیخ چیخ کر بولنے سے سخت پرہیز کریں۔ کوئی ایسی بات نہ کی جائے جس سے کسی کے دل کو تکلیف پہنچے۔ تحقیق کے بغیر کوئی بات نہ کی جائے۔

اگر غلطی ہوجائے تو اس پر شرمندہ ہونا چاہیے اور معافی مانگنی چاہیے۔ اسی طرح اگر کوئی اپنی غلطی پر شرمندہ ہو اور معافی کا طلب گار ہو تو اُسے سچے دل سے معاف کر دینا چاہیے۔

ہر کام میں سنجیدگی اور وقار برقرار رکھیں۔ اپنی چال میں بھی وقار اور سنجیدگی کا ہونا ضروری ہے۔ غرور اور گھمنڈ سے دور رہنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کو عاجزی اور انکسار پسند ہے۔ اگر آپ گاڑی چلا رہے ہیں تو پیدل چلنے والوں کا خیال رکھنا آپ کا فرض ہے۔

دوسروں کے بارے میں ہمیشہ اچھی سوچ رکھیں۔ بدگمانی سے بچیں۔ اسی طرح ہر سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق کیے آگے پھیلانا بہت نامناسب ہے۔ صفائی اور پاکیزگی بھی آداب میں شامل ہے۔ ہمیں اپنے لباس اور گھر بار کے ساتھ اپنے گلی محلے، اسکول، گاؤں اور شہر کو بھی صاف ستھرا رکھنا چاہیے۔ اگر ہم ان آداب پر دل و جان سے عمل کریں تو ہمارا معاشرہ پھلے پھولے گا اور ہمارا پیارا وطن ترقّی کرے گا۔

۷ رباعیات

پہلی بات : ایک خاص بحر میں چار مصرعوں میں کہی جانے والی نظم کو رُباعی کہتے ہیں۔اس میں کسی خاص مضمون کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ چوتھے مصرعے میں اس کا مفہوم انتہا کو پہنچتا ہے۔ رباعی میں عموماً اخلاقی مضامین ہی برتے جاتے ہیں۔ فارسی میں خمریات (شراب کے متعلق) کے لیے رباعی معروف رہی ہے۔ اُردو میں امجدؔ، اکبرؔ، جگت موہن لال رواںؔ، فراقؔ وغیرہ مشہور رباعی گو شعرا ہیں۔

جگت موہن لال رواںؔ

جان پہچان : پنڈت بابو جگت موہن لال رواںؔ ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے۔لکھنؤ کے شاعر مولانا عزیزؔ سے وہ شاعری میں اصلاح لیا کرتے تھے۔ بحیثیت رباعی گو ان کی اپنی شناخت ہے۔ان کی رباعیوں میں اخلاقی درس پایا جاتا ہے۔ سادہ اور صاف ستھری زبان میں وہ بڑی گہری باتیں اپنی رباعیوں میں بیان کرتے ہیں۔ ’روحِ رواں‘ ان کی رباعیوں کا مجموعہ ہے۔۱۹۳۴ء میں ان کا انتقال ہوا۔

افلاس اچھا ، نہ فکرِ دولت اچھی
جو دل کو پسند ہو ، وہ حالت اچھی
جس سے اصلاحِ نفس ناممکن ہو
اس عیش سے ہر طرح کی مصیبت اچھی

سلام سندیلوی

جان پہچان : سلام سندیلوی قصبہ سندیلہ، ضلع ہردوئی میں ۱۹۱۷ء میں پیدا ہوئے۔ گورکھپور یونیورسٹی کے شعبۂ اُردو میں بحیثیت لکچرر تعلیمی خدمات انجام دیتے رہے۔ ’شاعری میں نرگسیت، نکہت و نور‘ اور ’ساغر و مینا‘ ان کی اہم کتابیں ہیں۔ ’اُردو رباعیات‘ ان کا تحقیقی مقالہ ہے۔

ممکن نہیں یہ کہ ہو بشر عیب سے دور
پر عیب سے بچیے تا بہ مقدور ضرور
عیب اپنے گھٹاؤ ، پر خبردار رہو
گھٹنے سے کہیں ان کے نہ بڑھ جائے غرور

معانی و اشارات

افلاس	-	غریبی	Poverty
اصلاحِ نفس	-	خود کی درستگی	Self reform
عیش	-	خوش حالی	Pleasure
بشر	-	انسان	Human
تا بہ مقدور	-	جہاں تک ہو سکے	As per the capacity

مشقی سرگرمیاں

رباعیات کا بغور مطالعہ کر کے دی ہوئی سرگرمیاں ہدایت کے مطابق مکمل کیجیے۔

(۱)

- رباعی میں جن کا موازنہ کیا گیا ہے ان کے نام لکھیے۔
- اصلاحِ نفس کے مفہوم کو واضح کیجیے۔
- شاعر کی ترجیح کو تحریر کیجیے۔
- رباعی کے مرکزی خیال کو تحریر کیجیے۔
- رباعی کے قافیے لکھیے۔
- ذیل میں دیے ہوئے الفاظ کی ضد لکھیے۔
  افلاس ، پسند ، ناممکن ، مصیبت
- ذیل میں دیے ہوئے الفاظ کی جمع لکھیے۔
  دولت ، حالت ، مصیبت ، فکر
- رباعی سے صنعتِ تضاد کا مصرع لکھیے۔

(۲)

- شاعر کے اندیشے کو اپنے الفاظ میں تحریر کیجیے۔
- اُن چیزوں کے نام لکھیے جن سے بچنے کی شاعر نے نصیحت کی ہے۔
- رباعی کے قافیے لکھیے۔
- 'گھٹنے سے کہیں ان کے نہ بڑھ جائے غرور'
  اس مصرع کے متضاد الفاظ کو خط کشیدہ کیجیے۔
- عیب کی جمع لکھیے۔
- غرور لفظ سے صفت بنائیے۔
- شاعر کے خبردار کرنے والی بات کی وضاحت کیجیے۔
- رباعی کے موضوع کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

اضافی مطالعہ

خضر کا کام کروں، راہ نما بن جاؤں

حامد اللہ افسر

درد جس دِل میں ہو ، اُس کی دوا بن جاؤں   کوئی بیمار اگر ہو ، تو شفا بن جاؤں
دُکھ میں جلتے ہوئے لب کی میں دُعا بن جاؤں

اُف ! وہ آنکھیں کہ ہیں بینائی سے محروم کہیں   روشنی جن میں نہیں ، نور جن آنکھوں میں نہیں
میں اُن آنکھوں کے لیے نور و ضیا بن جاؤں

ہائے ! وہ دِل جو تڑپتا ہُوا گھر سے نکلے   اُف ! وہ آنسو جو کسی دیدۂ تر سے نکلے
میں اُس آنسو کے سُکھانے کو ہَوا بن جاؤں

دور منزل سے اگر راہ میں تھک جائے کوئی   جب مسافر کہیں رستے سے بھٹک جائے کوئی
خضر کا کام کروں ، راہ نما بن جاؤں

8PUBPN

اضافی مطالعہ

پونے کی سیر

یوسف ناظم

پہلی بات :

اللہ رے ، ذوقِ دشت نوردی کہ بعد مرگ
ہلتے ہیں خود بخود میرے اندر کفن کے پاؤں

غالبؔ کے اس شعر میں دشت نوردی یعنی گھومنے پھرنے کے ذوق کی بات کہی گئی ہے۔ گھومنے پھرنے یعنی سیر کرنے سے بھی انسان بہت کچھ سیکھتا ہے۔ کتابیں علم کا ذریعہ ہیں لیکن سیر و سیاحت کے ذریعے ہم ان چیزوں اور جگہوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں جن کے بارے میں اب تک پڑھتے آئے ہیں۔ ابنِ بطوطہ کا سفرنامہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ ذیل کے سبق میں یوسف ناظم نے شگفتہ انداز میں مہاراشٹر کے ایک اہم شہر پونے کی سیر کو بیان کیا گیا ہے۔

جان پہچان : یوسف ناظم ۷؍نومبر ۱۹۲۱ء کو مہاراشٹر کے شہر جالنہ میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے عثمانیہ کالج، اورنگ آباد سے ایم۔اے کیا۔ محکمۂ مزدوری میں ملازمت کی اور ڈپٹی لیبر کمشنر کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔ انھوں نے غزلوں اور نظموں سے اپنی ادبی زندگی کا آغاز کیا لیکن طنز و مزاح کے شعبے میں مشہور ہوئے۔ انھوں نے اخبارات میں کالم بھی لکھے۔ ان کی تصانیف میں ’کیف و کم‘، فٹ نوٹ، البتہ، فقط، ورنہ‘ وغیرہ نہایت اہم اور مقبول ہیں۔ وہ طویل عرصے تک مہاراشٹر ریاستی اُردو اکیڈمی کے رکن بھی رہے۔ انھیں غالبؔ ایوارڈ کے علاوہ کئی اعزازات سے نوازا گیا۔ ۲۳؍جولائی ۲۰۰۹ء کو ممبئی میں ان کا انتقال ہوا۔

اپنے کاروبار کے سلسلے میں اس مرتبہ ہمیں بار بار پونہ جانا پڑا۔ اس شہر کا تلفظ ’پونے‘ ہے۔ پہلے تو ہم یہ سمجھے کہ یہ پونا کی جمع ہے، جیسے لڑکا لڑکے، بکرا بکرے۔ لیکن معلوم ہوا یہ جمع نہیں، واحد ہے۔ پہلے یہاں ایک مقام ’تھانہ‘ بھی ہوا کرتا تھا، اب اسے بھی ’تھانے‘ کہا جاتا ہے۔ پہلے جو نام تھے، غلط تھے۔ اس قسم کی غلطیوں کو درست کرتے رہنا یہاں کی پسندیدہ ہابی ہے۔

پونے، بمبئی سے کوئی سوسوا سو میل کے فاصلے پر ہے اس لیے جو لوگ ممبئی میں رہتے ہیں وہ پونے میں ملازمت یا کاروبار کرتے ہیں اور جو لوگ پونے میں رہتے ہیں وہ ممبئی میں ملازمت کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی لوگ ہیں جو روزانہ ممبئی سے پونے اور پونے سے ممبئی اَپ ڈاؤن کرتے رہتے ہیں۔ (یہ معاہدہ برسوں پہلے ہوا تھا جس پر نہایت ایمان دارانہ طریقے سے عمل کیا جاتا ہے)

ممبئی سے پونے کے سفر کے لیے ہوائی جہاز، ریل گاڑیاں اور بسیں تو خیر ہیں ہی، ان کے علاوہ ٹیکسیاں بھی ہیں جو ہر پانچ منٹ پر مل جاتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہندوستان میں ایک مرتبہ ملک بھر میں ریل اسٹرائیک ہوگئی تھی (’ہوگئی تھی‘ مطلب اہتمام کے ساتھ کی گئی تھی) اس اسٹرائیک کے زمانے میں پونے اور ممبئی کے درمیان ٹیکسی گاڑیاں دوڑائی جانے لگیں کیونکہ دنیا کے سب کام رُک سکتے ہیں لیکن ممبئی اور پونے کے درمیان اَپ ڈاؤن نہیں رُک سکتا۔

اسٹرائیک تو خیر ختم ہوگئی لیکن ٹیکسی کا سفر کچھ اتنا مقبول ہوا کہ اب سارا راستہ ٹیکسیوں ہی سے بھرا رہتا ہے۔

پونے کا سفر ہمیشہ کار سے کرنا چاہیے۔ گھاٹ پر مزا آتا ہے۔ یہ گھاٹ زمین سے کافی بلندی پر ہے۔ پہلی مرتبہ ہم اس گھاٹ پر چڑھے تو یہ سمجھے کہ اوپر ہی اوپر چلے جائیں گے لیکن اس میں دوسری طرف اُترنے کا بھی انتظام ہے جو ہمیں پسند آیا۔ چڑھائی اور اُترائی دونوں معقول حد تک خطرناک ہیں۔ اس چڑھائی پر ایسے ایسے موڑ آتے ہیں کہ کیا کسی کی زندگی میں آئیں گے۔ کہیں کہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے راستہ سر پر رکھا ہوا ہے۔ اُترائی کا بھی یہی حال ہے۔ راستہ سامنے نظر نہیں آتا۔ ادب سے جھک کر دیکھنا پڑتا ہے۔ راستے کے دونوں طرف گہری گہری کھائیاں ہیں۔ ان کھائیوں کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آدمی کتنا نیچے گر سکتا ہے۔ بلکہ بعض لوگوں کو تو کھائیوں کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ موٹر چلانے کا صحیح امتحان اِسی گھاٹ پر ہوتا ہے۔

پونے سے ممبئی تک کا راستہ ہمیشہ ریس کورس بنا رہتا ہے۔ گھاٹ پر خیر تیز رفتاری کا مظاہرہ نہیں کیا جاسکتا لیکن گھاٹ کے ادھر (یہ بھی تقریباً گھاٹ ہی ہوا)، موٹریں اور گاڑیاں اس تیزی سے بھاگتی دوڑتی ہیں جیسے کوئی مقابلہ ہو رہا ہو۔ یہ راستہ چھوٹے چھوٹے شہروں اور آبادیوں سے بھی گزرتا ہے لیکن کیا مجال کہ کسی گاڑی کی رفتار میں فرق آ جائے! سڑک پار کرنے والے آنکھیں بند کر کے سڑک پار کرتے ہیں۔ آنکھیں کھلی رکھنے کی ہمت ان میں نہیں ہوتی۔ خود کو حادثے کا شکار ہوتے کون دیکھ سکتا ہے؟ لیکن اب سڑک پار کرنے والے لوگ بھی برق رفتار ہوگئے ہیں۔ اپنی جان کسے پیاری نہیں ہوتی۔

پونے کے راستے میں لوناولہ اور کھنڈالہ بہت خوب صورت مقامات ہیں لیکن ہمارا خیال ہے کہ ایسے حسین و جمیل مقامات پر اینٹ پتھر، لوہے اور سیمنٹ کے مکانات نہیں بننے چاہئیں۔ جاپانیوں کی طرح لکڑی کے بنے مکانوں میں رہنے کی عادت یہاں کے لوگوں کو بھی اپنانی چاہیے۔ لوناولہ اور کھنڈالہ کی سبزی دیکھ کر ہمارا جی خوش ہوگیا۔ ایک مرتبہ تو ہمیں شبہ ہوا کہ ہم ہندوستان میں ہیں بھی یا نہیں۔ لوناولہ کی سبزی اتنی مشہور نہیں جتنی یہاں کی 'چِکّی' مشہور ہے۔ چکی کو 'جنتا کیڈبری' کہنا چاہیے۔ یہ چکی سارے ہندوستان میں بھیجی اور بیچی جاتی ہے۔ دلّی اور آگرے کی گجک کا جواب یہی چکی ہے۔ کان پور کی ریوڑیوں کا بدل یہی چکی ہے۔ بنارس کے لڈوؤں اور متھرا کے پیڑوں کی تجارت کو نقصان پہنچانے والی یہی چکی ہے۔ جو بھی لوناولہ جاتا ہے چکی کے دس پیکٹ ضرور خریدتا ہے۔ کئی لوگ تو گھر سے نکلتے وقت کوئی سامان ساتھ لے کر نہیں جاتے کیونکہ انھیں واپسی میں چکی کے پیکٹ خریدنے ہوتے ہیں۔ ہم نے بھی اس کا ذائقہ چکھا۔ جس طرح بعض ادیبوں اور شاعروں کو ان کی حیثیت سے زیادہ شہرت مل جاتی ہے، یہی حال اس چِکّی کا ہوتا ہے۔ دِلّی کی گجک، آگرے کے پیٹھے اور متھرا کے پیڑوں کی بات اور ہے۔

ایک مرتبہ ہم گرمیوں کے دنوں میں اس راستے سے گزرے تو سڑک کی دونوں طرف یعنی سڑک سے ذرا ہٹ کر تربوزوں کی دکانیں نظر آئیں اور ان میں ایسے ایسے تربوز نظر آئے کہ اُٹھائے نہ بنیں۔ یہ یہاں کا خاص نہیں بلکہ خاص الخاص پھل ہے۔ ان دکانوں میں جو تربوز نظر آئے، ویسے سرخ اور تر و تازہ تربوز شاید ہی کہیں اور ہوتے ہوں۔ دکانوں پر قاشیں

رکھی رہتی ہیں، سرخابوں سے سجی ہوئی یہ دکان، بس چار دن کی چاندنی کی طرح ہوتی ہے۔ انجیر بھی بکثرت دِکھائی دیے۔ یہ پھل ہمیں زیادہ پسند ہے۔ یہ پھل مختصر ہے لیکن جامع۔ انجیروں کو درختوں پر لگا ہوا دیکھنا چاہیے۔ انجیر کے درخت معقول قد کے ہوتے ہیں۔ مناسب قد و قامت کے لوگ بھی چاہیں تو آسانی سے انجیر توڑ لیں۔ یہ نہیں کہ سیڑھی لگائی جارہی ہے اور ایک ایک پھل کے لیے ورزش ہورہی ہے۔ یہ تو درخت کی بات ہوئی۔ اب رہے انجیر، تو یہ جب پکنے پر آتے ہیں تو بے ساختہ باچھیں کھول دیتے ہیں۔ یہ کلی کی مسکراہٹ نہیں، باضابطہ قہقہہ ہوتا ہے۔

ایک اور نئے قسم کا پھل ہمیں نظر آیا۔ گول گول اور بیضوی، سیاہی مائل رنگ، جس میں قرمزی رنگ کی جھلک ہو۔ اسے یہاں جامن کہتے ہیں۔ ایسے تر و تازہ اور دلچسپ پھل ہماری طرف ہوتے ہی نہیں۔ اس پھل کے نام پر تو یہاں جامنی رنگ رواج پا گیا۔ جامن کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ اس جادو کی طرح ہوتا ہے جو سر پر چڑھ کر بولتا ہے۔ مطلب یہ کہ اسے کھاؤ تو زبان جامنی ہوجاتی ہے اور گھنٹوں جامنی رہتی ہے۔ ہم نے تو جب بھی جامن کھائے، ہر پانچ منٹ کو اپنی زبان باہر نکال کر دیکھ لی۔ اس میں بھی مزا آیا۔ ایسے چغلی کھانے والے پھل یہاں بہت ہیں۔ جامن کی گٹھلی، جامن کے درخت کی چھال اور جامن کے درخت کی جڑوں میں حکیموں کی جان اَٹکی رہتی ہے۔ مطلب یہ کہ حکیم ان سب چیزوں پر اپنی جان چھڑکتے ہیں اور مریضوں کو چٹکی بجاتے اچھا کردیتے ہیں۔ فیس میں رقم بھی معقول لیتے ہیں لیکن اتنی نہیں کہ ڈاکٹر دِکھائی دینے لگے۔

مہندی کا درخت بھی ہم نے یہیں دیکھا۔ ہمیں تو یہاں پر ہر جگہ جادو ہی جادو نظر آتا ہے۔ مہندی کے درخت کی ہری ہری پتیاں پیس کر یہاں کے لوگ ہاتھوں میں لگاتے ہیں۔ یہ ہرے رنگ کا مسالہ رات بھر ہاتھوں میں لگا رہتا ہے اور صبح دھویا جاتا ہے۔ ہاتھ سرخ ہوجاتے ہیں بالکل گلنار۔ یہ عجیب و غریب ملک ہے۔ یہ یہاں کا حسین ترین سنگھار ہے۔ اسے مہندی رچانا کہتے ہیں۔

ہم کہاں سے کہاں بہک گئے۔ کہنا چاہ رہے تھے پونے کی بات اور چل پڑی جامنوں اور مہندی کی بات۔ پونے اچھا خاصا بڑا شہر ہے اور دن بدن بڑا ہوتا جارہا ہے۔ کہتے ہیں آج سے دس بیس سال پہلے تک یہ بڑا پُرسکون شہر تھا اور جو بھی اپنے کاروبار سے دست بردار ہوتا تھا (ملازمت سے وظیفے پر بھیجا جاتا) پونے میں زندگی گزارنے کا خواہش مند ہوتا۔ پونے عرصے تک وظیفہ یابوں کا شہر کہا جاتا رہا۔ یہ مقام ممبئی کے مقابل میں ٹھنڈا ہے۔ (یہ بات ہمیں مبالغہ آمیز نظر آئی) آب و ہوا بہتر ہے۔ (یہ بھی ہمیں افواہ معلوم ہوئی) ممبئی کے مقابلے میں پونے سستا ہے۔ (یہ سراسر بہتان ہے) پونے میں اتنی بھاگم بھاگ نہیں ہے جتنی ممبئی میں ہے۔ (یہ کچھ کچھ ٹھیک ہے)

پونے میں کنٹونمنٹ یعنی چھاؤنی کا بھی علاقہ ہے اور ہم سے کہا گیا ہے کہ صفائی دیکھنا ہو تو چھاؤنی کا علاقہ دیکھنا چاہیے۔ ہم چھاؤنی کے علاقے میں ضرور گئے لیکن صفائی دیکھنے کی غرض سے نہیں۔ (صفائی ہم نے بہت دیکھی ہے)

یہاں کا سب سے مشہور علاقہ دکن ہے۔ اس شہر میں ایک جمخانہ ہے جس کا نام ڈیکن جمخانہ ہے۔ اس لیے پورا علاقہ

ڈیکن مشہور ہوگیا ہے۔ پونے کی ساری آبادی دن میں دو ورنہ ایک مرتبہ ڈیکن ضرور جاتی ہے۔ یہ یہاں کا قاعدہ ہے۔ شام کے وقت تو یہاں کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی۔ پورا علاقہ آٹو رکشاؤں سے پٹ جاتا ہے اور اس سواری میں جو ہارن لگائے جاتے ہیں ان کی آواز کچھ ایسی خوفناک ہوتی ہے کہ راہ گیر خود اُچھل کر پرے ہٹ جاتے ہیں۔ پونے میں آدمیوں اور آٹو رکشاؤں کی تعداد برابر ہے۔

پونہ شہر اچھا خاصا ہرا بھرا شہر ہے۔ ہم جب بھی کمپاؤنڈ اور صحن والا گھر دیکھتے ہیں، لوٹ پوٹ ہوجاتے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دنیا ابھی تنگ نہیں ہوئی ہے، لیکن آثار بتا رہے ہیں کہ یہ وسعت اور فراخی بس چند سالوں کی مہمان ہے۔ فلیٹ بننے شروع ہوگئے ہیں۔ فلیٹ ہمیں صرف اس لیے بھاتے ہیں کہ لوگ ایک دوسرے کے بہت قریب آجاتے ہیں۔ دوسرے کے گھر میں کیا پک رہا ہے یا کیا ہو رہا ہے آپ دیکھ سکتے ہیں۔ آدمیوں کے اتنے قریب قریب تو رہنا ہی چاہیے ورنہ پھر برادری کیا ہوئی؟

پونے کے لوگ نیچر پرست نظر آئے۔ جو شخص بھی پودوں، پھولوں اور سبزہ زاروں میں دلچسپی لے گا، نیچر پرست کہلائے گا۔ اس سے زیادہ نیچر پرستی کی فرصت اب کسی کے پاس ہے بھی نہیں۔ ہر شخص ورڈز ورتھ تھوڑے ہی بن سکتا ہے لیکن جگہ جگہ پھولوں کی دکانیں اور ان دکانوں میں خریداروں کی بھیڑ دیکھ کر جی خوش ہوگیا۔ رنگ اور خوشبو بھی کیا چیز ہے۔

ہم نے آثارِ قدیمہ، میوزیم، باغ، پارک بہت دیکھے ہیں اس لیے ہم کوئی اور چیز دیکھنا چاہ رہے تھے، وہ ہم نے دیکھ لی؛ پونے فلم انسٹی ٹیوٹ۔ یہ ٹی۔ وی اِنسٹی ٹیوٹ بھی ہے۔ یہ جگہ بہر حال ہمیں پسند آئی۔ ایسا محسوس ہوا جیسے ہم کسی یونیورسٹی کیمپس جا پہنچے ہوں۔

ہر بڑے شہر میں سنیما ہال اور ہوٹل ہونے ضروری ہیں لیکن اتنے نہیں جتنے پونے میں ہیں۔ یہاں اتنے ہوٹل موجود ہیں پھر بھی لوگوں کو ٹھہرنے کی جگہ نہیں ملتی۔ ریس کے زمانے میں تو سنا ہے باہر سے آنے والے لوگ زبردستی گھروں میں گھس کر ٹھہر جاتے ہیں۔ ممبئی کی طرح یہاں بھی ڈبل روٹی کا رواج عروج پر نظر آتا ہے۔ قدم قدم پر ایک بیکری دِکھائی دی۔ جسے دیکھو ڈبل روٹی خرید رہا ہے۔

بیکری کے بعد فہرست میں پان کی دکانوں کا نمبر آتا ہے۔ پان یہاں کی مرغوب غذا ہے۔ پانوں کی قسموں میں 'پونا پان' سب سے زیادہ مقبول پان ہے۔ کلکتہ پان اور بنارسی پان بھی کھائے جاتے ہیں۔ ممبئی اتنا بڑا شہر ہے لیکن اس کے نام سے کوئی پان مشہور نہ ہوسکا۔ پونے کا چیوڑا بھی مشہور ہے۔ اسے چوڑا بھی کہتے ہیں۔ یہ طرح طرح کا ہوتا ہے؛ پھیکا، میٹھا، تیز اور بہت تیز۔ پونا چوڑا کھانے سے صحت بنی رہتی ہے۔ تیسرے نمبر پر مٹھائی کی دکانیں ہیں۔ ممبئی اور پونے میں لوگ اپنے منہ کو آرام کا وقفہ (اِنٹرویل) دینا پسند نہیں کرتے۔ (ہم خود اب اتنا بولنے لگے ہیں کہ کبھی کبھی تو ہمیں سوچنا پڑتا ہے کہ یہ ہم بول رہے ہیں یا کوئی اور) ٹھیک بھی ہے۔ جب آنکھیں اور کان ہمیشہ کھلے رہتے ہیں تو منہ نے کیا قصور کیا ہے کہ اسے بند رکھا جائے۔

معانی واشارات

اَپ ڈاؤن	-	(انگریزی لفظ) آمد ورفت، آنا جانا Up down
اسٹرائیک	-	(انگریزی لفظ) ہڑتال Strike
اُترائی	-	ڈھلان Steepness
برق رفتار	-	تیز رفتار Swift
تپسیا	-	ریاضت Austerity
قاشیں	-	پھلوں کے کیے ہوئے ٹکڑے Slices
سرخابوں سے سجی ہوئی	-	مراد تربوزوں سے سجی ہوئی Decorated with slices of watermelon
بیضوی	-	انڈے کی شکل کا Oval
نیچر پرست	-	قدرت کا یا پھولوں اور باغوں کا شوقین Naturalist
ورڈز ورتھ	-	انگریزی کا مشہور شاعر جس نے مناظرِ فطرت پر نظمیں لکھی ہیں Wordsworth

مشقی سرگرمیاں

✧ ہندوستانی شہروں کے نام دیے ہوئے ہیں۔ اُن کے سامنے لکھیے وہ کس لیے مشہور ہیں۔

۱) لوناولہ اور کھنڈالہ ....

۲) کان پور ....

۳) بنارس ....

۴) متھرا ....

۵) آگرہ ....

✧ ”تربوز یہاں کا خاص نہیں بلکہ خاص الخاص پھل ہے۔“ مصنف کے اس جملے کی روشنی میں تربوز کے بارے میں لکھیے۔

✧ مصنف کو انجیر زیادہ پسند ہیں۔ اس کی وجہ لکھیے۔

✧ جامن سے متعلق چار موزوں الفاظ کا انتخاب کر کے خاکہ مکمل کیجیے۔

جامن

✧ ’مہندی رچانا‘ کے بارے میں لکھیے۔

✧ ممبئی اور پونہ شہر کا موازنہ سبق کی روشنی میں کیجیے۔

✧ پونہ شہر کی خصوصیات بیان کیجیے۔

✧ پونہ سے متعلق دیے ہوئے الفاظ کے لیے مکمل جملہ لکھیے۔

پونہ

مبالغہ	
افواہ	
بہتان	
کچھ کچھ ٹھیک	

✧ پونے کے مشہور علاقے ڈیکن کے بارے میں معلومات لکھیے۔

✧ سبق سے پان کی تین قسموں کے نام تلاش کر کے لکھیے۔

✧

ممبئی سے پونہ کا سفر ان ذرائع سے ممکن ہے

اضافی معلومات

مخفّفات ونشانات

اُردو لکھنے کے لیے جو رسم الخط استعمال کیا جاتا ہے، اسے نستعلیق کہتے ہیں۔ اس طرزِ تحریر میں چند مخصوص مخففات اور نشانات کا چلن عام ہے۔ ان کی معلومات آپ کو اُردو پڑھتے وقت مددگار ثابت ہوگی۔

.1	؎	بیت/شعر کا نشان	مکمل شعر یا بند لکھنے سے پہلے بنایا جاتا ہے۔
.2	ع / ؏ / ع	مصرع کا نشان	مصرع لکھنے سے پہلے بنایا جاتا ہے۔
.3	ؔ	اسے خطِ بت کہا جاتا ہے۔	یہ نشان شاعر کے تخلص پر بنایا جاتا ہے۔
.4	و-الف	یہ 'ورق اُلٹیے' کا مخفف ہے۔	تحریر میں فرق کی آخری سطر کے بعد لکھا جاتا ہے۔ انگریزی مخفف PTO (Please turn over) کا متبادل ہے۔
.5	الخ	یہ 'اِلیٰ آخرہٖ' کا مخفف ہے یعنی عبارت کے آخر تک	عبارت یا شعر کو مکمل نقل کرنے کی بجائے عبارت کے ابتدائی الفاظ لکھ کر اسے لکھا جاتا ہے یعنی مکمل عبارت مراد ہے۔
.6	...	کم سے کم تین یا تین سے زائد نقطے	عبارت یا متن سے کسی لفظ یا کسی حصے کو حذف یا ختم کرتے ہوئے ان کی جگہ یہ نشان بنایا جاتا ہے۔
.7	" —"—	اس کا نام 'ایضاً' ہے۔ Ditto یا do کا بدل	عبارت کو دوبارہ نقل کرنے کی بجائے یہ نشان بنایا جاتا ہے یعنی حسبِ بالا/ اوپر کی طرح/
.8	/	ترچھا خط/لکیر	تحریر میں رقم، تاریخ یا وزن کے ہندسے لکھنے کے بعد اور کبھی کبھی دو یکساں چیزوں کے درمیان یا/ or کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔
.9	ؑ	علیہ السلام کا مخفف	قرآن میں مذکور تمام انبیا یا پیغمبروں کے ناموں کے بعد یا اوپر یہ نشان لگایا جاتا ہے۔ اسے دیکھ کر ہمیں مکمل علیہ السلام پڑھنا چاہیے۔
10.	ﷺ	صلی اللہ علیہ وسلم کا مخفف	یہ نشان صرف حضرت محمدؐ کے نام یا آپؐ کے صفاتی نام پر لکھا جاتا ہے۔ اسے دیکھ کر ہمیں 'صلی اللہ علیہ وسلم' پڑھنا چاہیے۔
11.	رضؓ	رضی اللہ عنہٗ (مذکر کے لیے) اور رضی اللہ عنہا (مؤنث کے لیے) کا مخفف ہے۔	حضرت محمدؐ کے اُن ساتھیوں کے ناموں پر لکھا جاتا ہے جنھوں نے آپؐ کو اپنی زندگی میں دیکھا ہو اور جن کی موت ایمان پر ہوئی ہو۔ انھیں صحابی اور صحابیہ کہتے ہیں۔ اسے دیکھ کر ہمیں مکمل رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یا 'رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا' پڑھنا چاہیے۔
12.	رحؒ	رحمۃ اللہ علیہ کا مخفف ہے۔	مذہبِ اسلام کے اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کے ناموں پر لکھا جاتا ہے۔ اسے دیکھ کر مکمل 'رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ' پڑھنا ہے۔

تحریری سرگرمیاں

خط نویسی

خط لکھنا ایک فن ہے۔ خط میں اپنے خیالات و احساسات کو مختصر اور جامع انداز میں تحریر کیا جاتا ہے۔ ماضی قریب میں خط کو بہت اہمیت حاصل رہی ہے۔ سابقہ جماعتوں میں آپ زبان و ادب کے مشہور افراد کے خطوط کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ ایک وقت تھا جب ہم اپنے متعلقین کو پابندی سے خط لکھا کرتے تھے لیکن ٹیلی فون، موبائل، ای میل اور رابطے کے دیگر جدید ترین وسائل کے مروّج ہوجانے کی وجہ سے خطوط کا لکھنا کم ہوتا جا رہا ہے لیکن خط کے ذریعے تبادلۂ خیالات میں کمی آجانے کے باوجود اس کی اہمیت و افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ خط کی دو قسمیں ہیں۔

رسمی خط	غیر رسمی خط
عریضہ، درخواست، کاروباری خط	رشتہ داروں، دوستوں وغیرہ کو لکھا جانے والا خط

موجودہ دور میں خط لکھنے کے لیے ای میل اور دیگر تکنیکی وسائل کا استعمال بڑھ گیا ہے۔ مستقبل میں ان وسائل کا بہت زیادہ استعمال ہوگا اس لیے تکنیک کے پیش نظر خط نویسی کے اس طریقے کو متعارف کیا جارہا ہے۔

رسمی خط	غیر رسمی خط
تاریخ مکتوب الیہ کا نام، عہدہ رابطے کا پتہ القاب مقصد خط کا مضمون : تمہید، موضوع کی مختصر تفصیل، تجویز مکتوب نگار کے دستخط نام اور پتا **انسلاکات :** اگر خط/عریضے کے ساتھ کوئی دستاویزی کاغذ منسلک کیا جارہا ہے تو اس کا تذکرہ۔	تاریخ القاب و آداب احوال کا اظہار اور خیریت پُرسی آپسی معاملات کا اظہار رشتے اور تعلق کے لحاظ سے جملے اختتامی کلمات مکتوب نگار کے دستخط نام اور پتا

جانچ کے نکات : پانچ نمبرات پر مشتمل اس تحریری سرگرمی کی قدر پیمائی کے لیے خط، خط کا خاکہ، مقصد، القاب، نفسِ مضمون اور پیشکش کے پیشِ نظر نمبرات دیے جائیں۔ نفسِ مضمون پر خاص توجہ دی جائے۔

نمونہ سرگرمی برائے خط نویسی

دیے گئے 'کل مہاراشٹر مقابلۂ دینیات سلسلہ نمبر ۳' سے متعلق اعلامیے کو بغور پڑھیے اور ہدایت کے مطابق سرگرمی کو مکمل کیجیے۔

اُردو پروگریسیو ٹیچرس ایجوکیشنل کلچرل سوسائٹی (UPTECS)

کے زیرِ اہتمام

کل مہاراشٹر مقابلۂ دینیات سلسلہ نمبر ۳

بروز پیر اور منگل، یکم اور ۲ جنوری ۲۰۱۸ء

مقام : اے۔آر۔ایم ملٹی پرپز ہال، ناندگاؤں

عنوانات

- وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
- سرورِ کونینؐ کے فرمان اور ہم
- محمدؐ- امن اور سلامتی کے علمبردار

تقریری مقابلہ

بروز پیر، یکم جنوری ۲۰۱۸ء

صبح ۹ بجے تا شام

مضمون نویسی

بروز منگل، ۲؍جنوری ۲۰۱۸ء

صبح نو بجے تا دوپہر ایک بجے

جونیئر گروپ

جماعت پنجم تا ہشتم

سینئر گروپ

جماعت نہم تا دہم

انعامات : **اوّل** : شیلڈ + 2500 روپے نقد + سرٹیفکیٹ

دوم : کپ + 2100 روپے نقد + سرٹیفکیٹ

سوم : گفٹ ہیمپر + 1700 روپے نقد + سرٹیفکیٹ

آپ کو مدعو کرتے ہوئے دلی مسرت محسوس کرتے ہیں۔ اُمید کہ مقابلے میں شریک ہو کر محبت وعقیدت کا ثبوت دیں گے۔

صدر ——— **المنتظرین** ——— سکریٹری

سوال ۱ : آپ کے چھوٹے بھائی نے اس تقریری مقابلے میں اوّل انعام حاصل کیا ہے۔ اسے تہنیتی خط لکھیے۔

سوال ۲ : آپ کے دوست نے مضمون نویسی مقابلے میں حصہ لیا۔ انعام نہ ملنے کی وجہ سے بہت مایوس ہے۔ حوصلہ افزائی کے لیے خط لکھیے۔

سوال ۳ : انھی تاریخوں میں آپ کے اسکول میں 'سالانہ تقریب' کا انعقاد ہو رہا ہے۔ آپ کے اسکول کے طلبہ اس مقابلے میں شریک نہیں ہو سکتے۔ اس کے لیے معذرتی خط صدر و سکریٹری کے نام لکھیے۔ (نکات میں اضافے کی اجازت ہے۔)

خلاصہ نویسی

تلخیص یا خلاصہ نویسی دراصل پڑھے گئے لسانی مواد کی تفہیم کے ماحصل کی جانچ ہے یعنی طلبہ نے مثال کے طور پر جو سبق پڑھا تو اسے سمجھ کر وہ پڑھے گئے مواد کو اپنے لفظوں میں کس حد تک بیان کرسکتا ہے۔ تفصیلی مواد کا خلاصہ تحریر کرنا اہم تحریری مہارت ہے۔ اس سرگرمی کو فروغ دینے کے لیے خلاصہ نویسی کو نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔

خلاصہ صرف سطروں کی کانٹ چھانٹ یا جملے کم کر کے لکھنا نہیں ہے بلکہ کسی مفصل خیال کو جامع اور مختصر انداز میں تحریر کرنا ہے۔

خلاصہ تحریر کرنے سے قبل -
- ☆ عبارت کو دو تین مرتبہ غور سے پڑھ لیا جائے۔
- ☆ عبارت کے مرکزی خیال کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیا جائے۔

خلاصہ تحریر کرتے وقت -
- ☆ عبارت کے جملے، الفاظ، تراکیب کو ہو بہو نقل نہ کیا جائے۔
- ☆ صرف مرکزی خیال اور اہم نکات کو اختصار کے ساتھ اپنے جملوں میں لکھا جائے۔
- ☆ خلاصے کی عبارت ادھوری محسوس نہ ہو اور نہ ہی کسی نکتے کو نظر انداز کیا جائے۔

خلاصے کا نمونہ-۱

☆ **دیے ہوئے اقتباس کو پڑھ کر خلاصہ لکھیے۔**

احاطے کے شمالی گوشے میں ایک نیم کا درخت ہے۔ کچھ دن ہوئے ایک وارڈر نے اس کی ٹہنی کاٹ ڈالی تھی اور جڑ کے پاس پھینک دی تھی۔ بارش ہوئی تو تمام میدان سرسبز ہونے لگا۔ نیم کی شاخوں نے بھی زرد چیتھڑے اُتار کر بہار کی شادابی کا نیا جوڑا پہن لیا۔ جس ٹہنی کو دیکھو ہرے ہرے پتّوں اور سفید سفید پھولوں سے لد رہی ہے لیکن اس کٹی ہوئی ٹہنی کو دیکھیے تو گویا اس کے لیے کوئی انقلابِ حال ہوا ہی نہیں، ویسی ہی سوکھی پڑی ہے۔

یہ بھی اس درخت کی ایک شاخ ہے جسے برسات نے آتے ہی زندگی اور شادابی کا نیا جوڑا پہنا دیا۔ یہ آج بھی دوسری ٹہنیوں کی طرح بہار کا استقبال کرتی ہے مگر اب اسے دنیا کے موسمی انقلابوں سے کوئی سروکار نہ رہا۔ بہار و خزاں، گرمی اور سردی، خشکی و طراوت اس کے لیے سب یکساں ہوگئے۔

کل دوپہر کو اس طرف سے گزر رہا تھا کہ یکایک اس شاخِ بریدہ سے پاؤں ٹکرا گیا۔ میں رُک گیا اور اسے دیکھنے لگا۔ میں سوچنے لگا کہ انسان کے دل کی سرزمین کا بھی یہی حال ہے۔ اس باغ میں بھی اُمید و طلب کے بے شمار درخت اُگتے ہیں اور بہار کی آمد آمد کی راہ تکتے رہتے ہیں لیکن جن ٹہنیوں کی جڑ کٹ گئی اُن کے لیے بہار و خزاں کی تبدیلیاں کوئی اثر نہیں رکھتیں۔ کوئی موسم بھی انھیں شادابی کا پیغام نہیں پہنچا سکتا۔

خلاصہ-۱

احاطے کے گوشے میں نیم کا درخت ہے۔ وارڈر نے اس کی ٹہنی کاٹ کر پھینک دی۔ بارش ہوئی تو میدان اور نیم کی شاخوں پر ہریالی اور سرسبزی آ گئی۔ درخت کی ٹہنیاں ہرے پتوں اور سفید پھولوں سے لد گئی مگر کٹی ہوئی ٹہنی یونہی سوکھی رہ گئی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ موسم کی تبدیلی کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ سب موسم اس کے لیے یکساں ہوگئے۔ ٹہنی کی اس حالت کو دیکھ کر احساس ہوا کہ انسان کا حال بھی ایسا ہی ہے۔ جو لوگ حق کی جڑ سے کٹ گئے ان پر کوئی بات اثر نہیں کرتی۔

جانچ کے نکات: جانچ کے دوران خیالات کا تسلسل، متن کا مرکزی خیال، صحتِ زبان اور اختصار کا خصوصی خیال رکھا جائے۔

درسی ، غیر درسی اقتباس پر مبنی سرگرمیاں

اقتباس پر مبنی سرگرمیاں دراصل تفہیم، انطباق، استعمال اور ذاتی رائے کی جانچ ہے۔

اقتباس کا انتخاب :

۱۔ درسی یا غیر درسی اقتباس ۱۳۰ تا ۱۵۰/الفاظ پر مشتمل ہو۔

۲۔ اقتباس مکمل ہو۔ ادھوراپن محسوس نہ ہو۔

۳۔ اقتباس غور و فکر اور تحریک دینے والا ہو۔

۴۔ اقتباس سے متعلق آزادانہ رائے دی جاسکتی ہو۔

سرگرمیاں :

۱۔	تفہیم کی جانچ کے لیے چار آسان معروضی سرگرمیاں	½ × 4 = 2
۲۔	انطباق کی جانچ کے لیے ایک آسان تفصیلی سرگرمی	2 × 1 = 2
۳۔	استعمال کی جانچ کے لیے قواعد یا ذخیرۂ الفاظ پر مبنی دو سرگرمیاں	1 × 2 = 2
۴۔	ذاتی رائے کے اظہار کی جانچ کے لیے ایک سرگرمی	1 × 1 = 2

جانچ کے نکات :

۱۔ تفہیم اور ذخیرۂ الفاظ پر مبنی سرگرمیاں - جواب ہدایات کے مطابق ہوں۔

۲۔ انطباق پر مبنی تفصیلی سرگرمی - اقتباس کی روشنی میں، مواد کے اعتبار سے تین تا چار جملوں میں لکھا گیا ہو۔

۳۔ قواعد - ہدایت کے عین مطابق ہو۔

۴۔ ذاتی رائے - مواد کے اعتبار سے، خیالات، مشاہدات، ذاتی مطالعے پر مبنی ہو۔ اِملے اور قواعد کا خیال رکھا گیا ہو۔

اشتہار نویسی

آج کا زمانہ اشتہارات کا زمانہ ہے۔ اشتہارات ہماری زندگی کا حصہ بن چکے ہیں۔ تجارت کو فروغ دینے اور تجارتی مال کے تعارف اور اس کے لیے اشتہارات بہت ضروری ہیں۔ اخبارات، پوسٹرس، ہورڈنگ، ٹی وی، انٹرنیٹ اور دیگر رابطے کے تکنیکی وسائل اشتہارات کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ اشتہار میں تصویروں، جملوں اور اُن کی مناسب پیش کش کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔ (اسکولی سطح پر امتحانی نقطہ نظر سے اس سرگرمی میں تصویر/ فوٹو ضروری نہیں ہے)

دلچسپ اشتہار کے لیے یاد رکھیں...

☆ عنوان آسان، دلچسپ، عام فہم اور پُرکشش ہو۔

☆ ہم صوت الفاظ، دلچسپ جملوں اور آفر کا مناسب استعمال ہو۔

☆ اشتہار کے جملے تحریک دینے والے اور اعتماد ظاہر کرنے والے ہوں۔

☆ جاذبِ نظر ترتیب اور تفصیل ہو۔

☆ کمپنی کا نام، پتا، پروڈکٹ کی تفصیل اور پرکشش آفر واضح ہوں۔

اشتہارات کے ذرائع

- اخبارات
- ٹی وی
- رسائل
- پوسٹرس
- پمفلٹ
- ہورڈنگ
- ریڈیو
- فلمیں

اشتہار کا نمونہ

ریڈی مکس ہربلس

لائے ہیں خاص ماہِ صیام میں

روح میں تازگی لائے

خوشگوار زندگی کا احساس دلائے

سخت گرمی اور پیاس کی شدت میں

تازگی اور ٹھنڈک کا احساس پیدا کرے

تین 3

الگ الگ

ذائقوں میں

شربت صحت افزا

تازہ پھلوں، قدرتی جڑی بوٹیوں سے کشید کیا ہوا

الکحل، مصنوعی رنگ اور مضر اشیا سے پاک

1 لٹر، 2 لٹر اور

5 لٹر پلاسٹک بوتل

اور کین میں

مینوفیکچرر: ریڈی مکس ہربلس، انڈیا

۲/۳، گلشن انڈسٹریل ایریا، سائنا خورد

ڈسٹری بیوٹر: ناز ریمیڈیز

سروے نمبر ۹۱، فارمیسی نگر، سیاہ گاؤں

جانچ کے نکات: اس سرگرمی کے لیے چھ نمبرات مختص ہیں۔ جانچ کرتے وقت اشتہار کی مناسبت سے نکات اور زبان کے استعمال کو مدنظر رکھا جائے۔

خبر نگاری

موجودہ زمانہ عام معلومات میں اضافے کا زمانہ ہے۔ خبریں عام معلومات کا بہترین وسیلہ ہیں۔ جدید مواصلاتی ٹکنالوجی اور ذرائع ابلاغ ونشریات کی وجہ سے دنیا سمٹ کر ایک گاؤں کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ دنیا میں کہیں بھی واقع ہونے والے سانحات اور حادثات کی خبریں پل بھر میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچ جاتی ہیں۔

خبر دراصل واقعے یا حادثے کا حقیقی بیان ہوتا ہے۔ خبر کا مقصد معلومات دینا، حالات سے متعلق بیداری پیدا کرنا اور حالات کی حقیقی معلومات بہم پہنچانا ہے۔ اس لیے آج خبریں زندگی کا حصہ بن چکی ہیں۔ طلبہ میں خبر لکھنے اور بیان کرنے کا طریقہ اور سلیقہ پروان چڑھے، اس لیے 'خبر نگاری' کی تحریری مہارت کو نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔

خبر نگاری کے لیے یاد رکھیں ...

۱) حادثے یا واقعے کی مکمل اور صحیح معلومات دی جائے۔
۲) دن، تاریخ، وقت، مقام کا تذکرہ کیا جائے۔
۳) حادثے یا واقعے کی اصل حقیقت بیان کی جائے۔
۴) مقامی حالات اور تاثرات کا تذکرہ کیا جائے۔
۵) خبر کو ذاتی خیالات اور جانبداری سے پاک رکھا جائے۔

خبر نگاری کے اہم نکات

۱) سرخی - مکمل خبر کی آئینہ ہوتی ہے اس لیے جلی حرفوں میں سرخی لکھیں۔
۲) ذرائع - خبر دینے والے ذرائع کا تذکرہ کریں۔
۳) بیان - واقعہ یا حادثہ ہونے کے بعد خبر دی جاتی ہے اس لیے خبر میں ماضی کا صیغہ استعمال کریں۔
۴) **تفصیلات** : خبر میں پہلے واقعے یا حادثے کا تذکرہ ہو پھر اس کی تفصیلات ہوں۔

خبر کے نمونے

موتی ہائی اسکول، خیرآباد میں اپنی نوعیت کا منفرد کریئر گائیڈنس پروگرام

مالیگاؤں، یکم جنوری ۲۰۱۸ (نامہ نگار کے ذریعے) : اُمید فاؤنڈیشن کے یومِ تاسیس کے موقع پر قلب شہر میں واقع موتی ہائی اسکول، خیرآباد کے وسیع میدان میں شہر کے اُردو میڈیم طلبہ و طالبات کی تعلیمی اور پیشہ ورانہ رہنمائی کے لیے یک روزہ 'اُمید - کریئر گائیڈنس، لیکچر و نمائش' کا انعقاد کیا گیا جس میں میڈیکل، کامرس، انجینئرنگ اور مقابلہ جاتی امتحانات کے ماہر اساتذہ نے پاور پوائنٹ پریزنٹیشن، چارٹس، ماڈلس اور شارٹ فلموں کے ذریعے طلبہ کی رہنمائی کی۔ اختتام پر اپٹی ٹیوڈ ٹسٹ کے ذریعے انفرادی رہنمائی کا بھی اہتمام تھا۔ اس مفید اور کارآمد کریئر گائیڈنس تقریب کی صدارت معروف کریئر کاؤنسلر مختار یوسف انصاری نے کی۔

ابتدا میں اسکولی طالبات نے قرأت، حمد، نعت پیش کی۔ اُمید فاؤنڈیشن کے جنرل سکریٹری ایم۔ علی نے تعارفی واستقبالیہ کلمات پیش کیے اور گل دے کر مہمانان و لیکچررز کا خیر مقدم کیا۔ اسکول کے سپروائزر ریحان ہمدانی نے تفصیل سے اغراض و مقاصد اور اُمید کی کارکردگی و عزائم بیان کیے۔ کریئر کاؤنسلر عابد علی نے میڈیکل، پیرامیڈیکل اور فارمیسی کورسیس سے متعلق رہنمائی کی۔ مرتضیٰ انصاری نے داخلہ امتحانات NEET، MHCET کے طریقۂ کار، ضروری دستاویز وغیرہ سے متعلق مفید معلومات دی۔ ڈاکٹر عقیل شاہ نے IIT، JEE امتحانات کی تیاری پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ محترم مشتاق عباس نے گورنمنٹ کالجز اور دیگر معیاری کالجز کی نشاندہی کی۔ چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ یٰسین صاحب (این بی ایسوسی ایسٹ) نے شعبۂ کامرس سے متعلق رہنمائی کی۔ محترمہ نسیم قریشی نے مقابلہ جاتی امتحانات کی مفید معلومات دی۔ موٹیویشنل لیکچرر متین حفیظ نے شہر اور بیرون شہر مختلف شعبۂ حیات میں شہر کے سرگرم نمائندہ افراد کو رول ماڈل کے طور پر اسٹیج پر پیش کیا اور ان کی زندگی کے نشیب و فراز اور تعلیمی سرگرمیوں سے متعلق طلبہ کو معلومات دی۔ صبح نو سے ایک اور دوپہر تین سے چھے تک چلنے والے اس پروگرام کی طلبہ، سرپرست اور اساتذہ نے خوب تعریف کی۔ تفصیلی پروگرام کی نظامت بالترتیب کاشف ارسلان اور سعد انجم نے کی۔ مصعب عمیر کے شکریے پر پروگرام کا اختتام ہوا۔

جانچ کے نکات: خبر کی سرخی جو کہ خبر کا نچوڑ ہوتی ہے، واقعہ کب ہوا، کہاں ہوا، کیوں ہوا اور کیسے ہوا، تسلسل، خبر کے اہم نکات کی وضاحت۔

کہانی نویسی/ واقعہ نگاری

کہانی یا واقعہ تسلسل سے بیان کرنا مہارت کا کام ہوتا ہے۔عموماً اس کے لیے نکات، اشارے یا تصاویر دی جاتی ہیں جن کی مدد سے کہانی یا واقعے کو بیان کیا جاتا ہے۔کہانی نویسی یا واقعہ نگاری میں مشاہدہ، تخیل اور خیالات کو بہت اہمیت حاصل ہوتی ہے۔

کہانی یا واقعہ لکھتے وقت 'مرکزی خیال' کے ساتھ درج ذیل باتوں کا خاص خیال رکھیں۔

۱) کہانی / واقعہ لکھنے کے لیے موضوع کا انتخاب
۲) موضوع کے مرکزی خیال کی مناسبت سے کردار یا کرداروں کا تعین
۳) واقعے اور کردار کا تعلق
۴) اس تعلق کے اثر سے واقعے / ماجرے کی تشکیل
۵) واقعے / ماجرے کے واقعاتی اجزا میں ربط
۶) واقعے / ماجرے کے بیان میں مناسب زبان کا استعمال
۷) واقعے کا متاثر کن نتیجہ
۸) واقعے / کہانی کے لیے موضوع سے مناسبت رکھنے والا عنوان

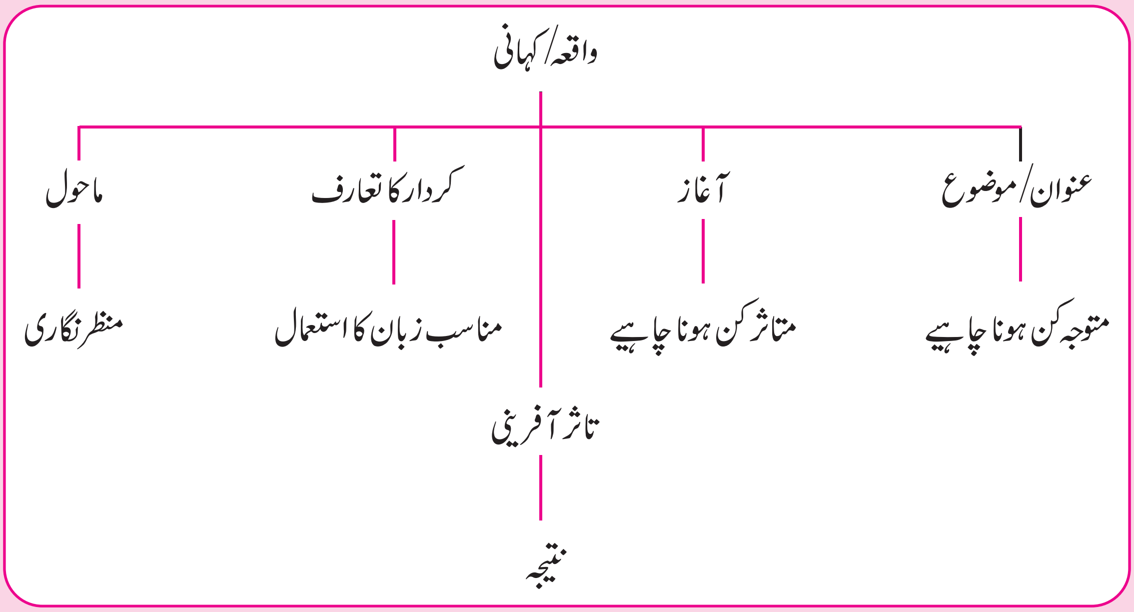

جانچ کے نکات: اس سرگرمی کے لیے چھ نمبرات مختص ہیں۔ جانچ کے لیے مناسب عنوان، مرکزی خیال، مؤثر اندازِ بیان، خیالات میں ربط، کردار سے متعلق مکالمے، علاماتِ اوقاف کا استعمال، زبان کی صحت، نتیجہ وغیرہ نکات کو مدنظر رکھتے ہوئے نمبرات دیے جائیں۔

مضمون نویسی

کسی عنوان کے تحت اپنے خیالات کو تسلسل اور ربط سے نثر میں تحریر کرنا مضمون نویسی کہلاتا ہے۔

مضمون کے تین اہم حصے ہیں: (الف) تمہید (ب) نفس مضمون (مثبت نکات/منفی نکات) (ج) اختتام

تمہید : تمہیدی جملے عنوان سے متعلق مختصر اور دلچسپ ہوں یعنی تمہیدی پیراگراف ایسا ہو کہ قاری پورا مضمون پڑھنے پر مجبور ہو جائے۔

نفسِ مضمون : عنوان سے متعلق ذاتی خیالات، مشاہدات، تجربات، عام معلومات، اقوال، اشعار کو سلسلہ وار تحریر کیا جائے۔ اس میں مثبت اور منفی دونوں نکات شامل کیے جائیں تو نفس مضمون جامع اور مدلل ہوگا۔

اختتام : اختتامی پیراگراف میں مضمون کا نچوڑ ہوتا ہے۔ اختتام پُر لطف، جامع اور نتیجہ خیز ہونا چاہیے تاکہ قاری پر اس کا اثر دیر پا رہے۔

مضمون نویسی کے لیے اہم

- عمدہ و معیاری زبان
- بہترین خیالات
- مطالعہ
- مشاہدہ
- غور و فکر
- ذخیرۂ الفاظ
- تاثرات

(نوٹ : اس حصے میں ذاتی خیالات پر مبنی مضمون، آپ بیتی، تصوراتی و تخیلاتی مضامین شامل ہیں۔)

جانچ کے نکات: موضوع سے متعلق مناسب تمہید، نفس مضمون (موضوع کی ضرورت کے لحاظ سے مثبت و منفی نکات)، جامعیت، دلائل، نتیجہ۔

सा विद्या या विमुक्तये
महाराष्ट्र राज्य पाठ्यपुस्तक निर्मिती व अभ्यासक्रम संशोधन मंडळ

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ

बागे उर्दू (उर्दू) इ. १०वी उर्दू भाषा

₹ 42.00